بسمِ اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. No P. 67

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

جلد ۲۰
شمارہ ۲

ایڈیٹر:-
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:-
خورشید احمد انور

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN

۱۶ ذیقعدہ ۱۳۹۰ ہجری | ۱۴ صلح ۱۳۵۰ ہش | ۱۴ جنوری ۱۹۷۱ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۲ صلح (جنوری)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۷ صلح کی آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے تاہم نزلہ کی تکلیف ابھی چل رہی ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور انور کو صحت کاملہ دعاجلہ عطا فرمائے آمین۔

★— محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل وعیال ربوہ تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سفر وحضر میں سب کا حافظ وناصر ہو اور بسلامت مع الخیر دار الامان واپس لائے آمین۔

★— حضرت امیر صاحب مقامی مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل مع درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمدُ لِلّٰہِ عَلیٰ ذٰلِکَ۔

گذشتہ سے پیوستہ

دار الہجرت ربوہ میں افضالِ سماوی اور برکاتِ خلافت سے معمور چند پُر کیف ایام

قافلہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت!

رپورٹ مرتبہ خورشید احمد انور

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ اس نے گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی قادیان اور جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے تقریباً ۱۵۹ افراد کو بصورتِ قافلہ اور تقریباً ۵۰ احباب کو انفرادی طور پر جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت اور حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیارت سے مستفیض ہونیکی توفیق عطا فرمائی۔

قافلہ کی روانگی

امسال افرادِ قافلہ کی تعداد کے پیشِ نظر قادیان سے بارڈر تک کے لئے تین بسوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ انتظام میں سہولت کی غرض سے مکرم چوہدری سعید احمد صاحب نائب ناظر امور عامہ کی سرکردگی میں ہر بس کے علیحدہ علیحدہ انچارج اور نائب انچارج مقرر تھے۔ حسب پروگرام مورخہ ۲۴ دسمبر کی صبح کو آٹھ بج کر چالیس منٹ پر اجتماعی دعاؤں کے ساتھ قادیان سے قافلہ کی روانگی عمل میں آئی۔ اور یوں اس مبارک سفر کا آغاز ہوا۔

ٹھیک ½۱۰ بجے بسیں امرتسر پہنچیں۔ خیال تھا کہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل انچارج مبلغ دہلی۔ اور مکرم سید عبد المصور صاحب کارکن نظارت امور عامہ جو حصول ویزا جات کی غرض سے دہلی گئے ہوئے تھے ٹھیک وقت پر امرتسر پہنچ جائیں گے مگر دہلی سے آنے والی فرنٹیئر میل کے غیر معمولی طور پر لیٹ ہونے کی وجہ سے یہ ہر دو اصحاب ½۷ بجے کی بجائے ½۱۱ بجے امرتسر پہنچے جس کی وجہ سے قافلہ کی بسوں کو بھی بارہ بجے تک امرتسر میں رکنا پڑا۔ اسی اثناء میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی کار امرتسر پہنچی اور بارڈر کے لئے روانہ ہو گئی۔ ٹھیک سوا بارہ بجے بسیں امرتسر میونسپلٹی کی حدود سے نکل کر حسینی والا بارڈر کی طرف روانہ ہوئیں اور ٹھیک پونے چار بجے بارڈر پر پہنچ گئیں۔ الحمد للہ کہ ہر دو جانب کے بارڈر کے عملوں نے افرادِ قافلہ کو جلد از جلد فارغ کرنے کے لئے غیر معمولی تندہی دکھائی۔ جس کی وجہ سے تمام افرادِ قافلہ تقریباً ½۵ بجے تک بارڈر کی الجھنوں سے فارغ ہو گئے۔ حسبِ سابق امسال بھی قصور کی جماعت نے پاکستانی بارڈر پر احبابِ قافلہ کے کھانے اور بارڈر سے قصور تک کے لئے تین بسوں کا پہلے سے انتظام کر رکھا تھا مستورات کے کھانے کے لئے پردے کا علیحدہ انتظام تھا۔ کھانے سے فراغت کے بعد قافلہ بسوں کے ذریعہ ٹھیک ۶ بجے قصور کے لئے روانہ ہوا۔

قصور سے ربوہ تک کے لئے دو ریلوے بوگیز مخصوص کی گئی تھیں۔ ظاہر ہے کہ تقریباً دو صد افراد جن میں مستورات اور بچے بھی شامل تھے کے لئے یہ بوگیز ازحد ناکافی تھیں۔ پھر طرفہ یہ کہ گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی دونوں بوگیوں میں بجلی کا انتظام بالکل ناقص تھا۔ جوں توں کر کے تمام افراد بوگیوں میں بیٹھ گئے۔ تقریباً ساڑھے سات بجے گاڑی قصور سے روانہ ہوئی۔ اور ٹھیک ڈھائی بجے شب ربوہ پہنچی۔

ایسے احباب کے علاوہ جن کے عزیز واقارب ربوہ میں مقیم ہیں یا جن کے لئے ربوہ میں رہائش کا علیحدہ انتظام ممکن تھا باقی تمام احباب اور مستورات کے قیام کا انتظام دار الضیافت میں کیا گیا تھا۔ اسلئے ایسے احباب دار الضیافت میں فروکش ہوئے۔

(باقی دیکھیں صٓ پر)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان فرما دیا

"وقفِ جدید حضرت مصلح موعودؓ کی آخری اور پیاری یادگار تحریک ہے"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ہزار روپے کے عطیہ کا اعلان

امسال سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے مبارک موقع پر ۲۷ دسمبر کو اپنے ولولہ انگیز خطاب میں وقفِ جدید کی تحریک کے سالِ نو کا اعلان فرمایا اور اس عظیم الشان تحریک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے زمانہ مبارک کی یہ آخری اور پیاری یادگار تحریک ہے۔ اور اس میں حصہ لینا اسلام کی عظمت کو قائم کرنے اور اس کی برکات سے وافر حصہ لینے کے مترادف ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وقفِ جدید کے سالِ نو (۱۳۵۰ہش / ۱۹۷۱ء) کیلئے اپنی طرف سے مبلغ ایک ہزار روپے کے وعدے کا اعلان فرمایا ہے۔ حضور کے اس وعدے کے ساتھ ہی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف افراد کی طرف سے اور متعدد جماعتوں کی طرف سے نئے سال کے وعدہ جات موصول ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ تمام عہدیدارانِ جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ جلد از جلد اپنے اپنے احباب سے وقفِ جدید کے وعدہ جات لے کر دفتر ہذا میں ارسال فرما دیں۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۴ر صلح ۱۳۵۰ ہش

عام مذہبی قیادت بے اثر کیوں ہوئی؟

اسی پرچہ میں ہم دوسری جگہ روزنامہ الجمعیۃ دہلی کے جمعہ ایڈیشن مجریہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۷۰ء سے ایک مضمون بعنوان "مذہبی قیادت بے اثر کیوں؟" نقل کر رہے ہیں۔ اگرچہ عنوان عام ہے لیکن فاضل مقالہ نویس مولانا اخلاق حسین قاسمی صاحب نے بات چیت زیادہ تر مسلمانوں کی مذہبی قیادت کے بے اثر ہو چکنے پر ہی محدود رکھی ہے۔ یہ صورتِ حال صرف مسلمانوں ہی سے مخصوص نہیں بلکہ ساری مذہبی دنیا کا یہی حال ہے۔ غیر اسلامی مذہبی جماعتوں کو بھی اسی کا شکوہ ہے جس کا ذکر آئے دِن اُن کے اخبارات میں آتا رہتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآنِ کریم کے بیان کے مطابق اُمّتِ مسلمہ خیر اُمّۃ ہے۔ دوسری اُمتوں کو جو آسمانی تعلیمات ملیں وہ مرورِ زمانہ کے باعث اب تک انسانی دستبرد کا اس قدر شکار ہو چکی ہیں کہ اب اصل اور نقل میں مابہ الامتیاز نہیں رہا۔ اُن کا زمانہ بیت گیا۔ ان شرائع کو تر و تازہ کرنے اور ان میں حقیقی روحانی زندگی کی رَو چلانے کے ظاہری سامان بھی نہ رہے۔ اس طرح اُن کی مثال اُس باغ کی ہو گئی جس کے درخت اپنی عمر پوری کر چکے۔ اور ساتھ ہی باغ کے رکھوالے بھی اس دُنیا میں نہ رہے۔ ماسوا اسلام کے کسی دوسرے مذہب کی آسمانی کتاب کا ایسا دعوٰی بھی نہیں اس لئے اگر اُن کی یہ حالت ہوئی تو کوئی بڑی بات بھی نہیں۔

البتہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کی آسمانی کتاب قرآن مجید کا تحدّی کے ساتھ یہ دعوٰی ہے کہ وہ ایک ایسے سدا بہار درخت کی طرح ہے جو ہمہ وقت شیریں ثمرات سے لدا رہتا ہے۔ اور یہی حال اس کی مذہبی قیادت کا ہے۔ جس طرح اِسلام کی آسمانی کتاب کسی وقت بھی بے ثمر نہیں ہو سکتی اِسی طرح اسلام کی حقیقی مذہبی قیادت بھی بے اثر نہیں ہو سکتی، نہ ہوئی ہے اور نہ کسی وقت ہوگی۔ جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے وہ اس کی اپنی کوتاہ اندیشی اور اسلام کی برکات سے ناواقفی ہے۔ ونِعمَ ما قال المسیح الموعودؑ ؎

بہارِ جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں!
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بُستاں ہے

رہی بات اس قیادت کی جس کا مولانا قاسمی صاحب نے اپنے مقالہ میں اشارہ فرمایا ہے یعنی "علماء اور مشائخ" جنہیں مولانا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین قرار دیا ہے ہمیں اعتراف ہے کہ ان کی قیادت نہ صرف بے اثر ہو چکی ہے بلکہ دن بدن ان کی کھوکھلی قیادت کا بھرم کھل رہا ہے۔ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء عظام و صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سچے اور حقیقی جانشین ہیں ان کی قیادت آج بھی اپنے اندر وہی اثر و جذب رکھتی ہے اور اس کے زندہ جاوید کرشمے آفتاب آمد دلیلِ آفتاب کا رنگ رکھتے ہیں۔

اگرچہ مولانا قاسمی صاحب نے اپنے مقالہ میں مسلم قیادت کی متعدد خامیوں کی واضح اور غیر مبہم الفاظ میں نشان دہی کی ہے۔ لیکن موصوف ایک بڑی خامی بلکہ قیادتِ مؤثرہ کے اصل الاصول کو یکسر نظر انداز فرما گئے ہیں۔ وہ ہے اصحاب قیادت کا دولتِ ایمانی سے مالا مال ہونا۔ ہو سکتا ہے دعوٰی انہیں بھی ایسے ہی ایمان کا ہو لیکن دیکھنے کی بات تو یہ ہے کہ ایسے مومنوں سے ایسے ایمانی کرشمے ظاہر کیوں نہیں ہوتے جن کا کسی قدر ذکر آیہ کریمہ

اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ ۝

میں کیا گیا ہے۔ خدا کا کلمہ تو ہمیشہ بلند و بالا ہوا کرتا ہے۔ اور اس کی ذات پر حقیقی ایمان بھی ایسی ہی سر بلندی اور اثر و جذب پیدا کر دیتا ہے۔ پھر مسلم قیادت میں اس کی نفی کا جو شکوہ ہوا، کیوں نہ اُسے اُس بنیادی امر سے تہی دامنی پر محمول کیا جائے۔ خدا کا کلام غلط نہیں ہو سکتا۔ غلط اُن سب لوگوں کا اندازہ ہو سکتا ہے جو محض خوش فہمی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جانشین سمجھے جا رہے ہیں۔

مقدس بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم (بآبائنا واُمہاتنا) نے بھی دُنیا کی اصلاح کے کام کا آغاز جس نقطۂ مرکزی سے فرمایا تھا وہ بھی یہی تھا کہ دِلوں کے اندر زندہ اور تازہ ایمان پیدا کیا۔ اس کے بعد حقیقی ایمان نے دنیا میں وہ بے مثال روحانی انقلاب پیدا کیا جس سے ساری دنیا واقف و آگاہ ہے۔

کسی زمانہ میں مغربی دنیا کے بے بنیاد اعتراضات میں سے اسلام کے بزور شمشیر پھیلائے جانے کا اعتراض سرِ فہرست ہؤا کرتا تھا۔ جو کوئی اٹھتا اسلام پر بھرپور حملے کے لئے اپنے ترکش کا بے خطا تیر اسے ہی خیال کرتا۔ لیکن جب سے کاسرِ صلیب اور قاتلِ دجّال سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام، اسلام کے بطلِ جلیل کی صورت میں مذہبی دنگل میں نکلے تو آپ نے ایسے معترضین کو اِسی نقطۂ ابتدائیہ سے گرفت کی کہ اسلام کے بزور شمشیر پھیلانے کا اعتراض کرنے والے پہلے یہ بتائیں کہ مقدس بانیٔ اسلام تو اکیلے اُٹھے۔ حضور سرورِ دو عالمؐ کے پاس اسلام کی خاطر تلوار چلانے والے کہاں سے آئے تھے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح فرمایا کہ جس قوتِ قدسی، بے پناہ محبّت اور ایمان و یقین کی تلوار نے خود اُن شمشیر زنوں کو گھائل کیا۔ درحقیقت وہی تلوار تھی جو اس زمانہ میں بے مثال رُوحانی انقلاب کا ذریعہ بنی۔ رہی وہ تلوار جسے تمہاری آنکھیں دیکھتی ہیں وہ تو ایک وقتی چیز تھی، جسے شمشیر زن دشمن کے جارحانہ حملہ کی روک تھام اور اس کے منصوبے کو ناکام و نامراد بنانے کے لئے وقتی طور پر محض دفاعی رنگ میں اُٹھایا گیا تھا حتیٰ کہ جب دشمن نے اپنی جارحانہ کارروائی کا رُخ تیر و تلوار اور نیزوں سے ہٹا کر تحریر اور تقریر کی طرف پھیر دیا، تو مسلمانوں کے لئے بھی امام مہدی علیہ السّلام کے ذریعہ اسلام کے دفاع کی صورتِ حال بدل جانے کا اعلان کر دیا گیا۔ اور دلائل و براہین اور معجزات دکھانے کے ساتھ دینِ اسلام کی برتری دُنیا پر ظاہر کی جانے لگی۔

اس وقت جبکہ حضرت امام مہدی کے ظہور پر بھی اسّی سال کا لمبا وقت گذر چکا اور اسلام کی طرف سے آپؑ کی مدافعانہ مساعی کے شاندار نتائج روزِ روشن کی طرح دُنیا کے سامنے آ چکے ہیں یہ بات بھی واضح ہو چکی ہے کہ امام مہدی کی ہدایات خدا کی تائید و نصرت سے مؤید ہیں اور اسی کے منشاء اور اذن کے تحت یہ روحانی سلسلہ جاری و ساری ہے۔

ایسی نمایاں کامیابی کی بات صرف مخالفینِ اسلام کی مدافعت کی حد تک نہیں بلکہ اِسلام کا حسین اور پُر اثر چہرہ ساری دُنیا کے سامنے پیش کرنے کے لحاظ سے جماعتِ احمدیہ ایک مثالی حیثیت کی حامل ہے۔ جماعتِ احمدیہ ایک مدّت سے دوسرے مسلمانوں کی طرف سے اِس بڑے اعتراض کا نشانہ بنی رہی ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السّلام نے ایک الگ جماعت کیوں بنائی؟ لیکن جماعت کی اس منفردانہ پوزیشن نے ہی اب جماعت کو ایک ایسا امتیازی نشان بخش دیا ہے جس سے ایک زیرک اِنسان سے لے کر موٹی عقل والے تک کے لئے جماعت کے عمل و کردار کا جانچ لینا مشکل امر نہیں رہا۔

اب ہم بلا خوفِ تردید یہ بات ببانگِ دُہل کہتے ہیں کہ مامور من اللہ کے ساتھ رُوحانی رشتہ محکم ہونے کے سبب چونکہ جماعتِ احمدیہ کے افراد زندہ اور تازہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہیں اس لئے اُن میں غیر معمولی قوتِ عملیہ بھی پیدا ہوئی۔ اور پھر ایک ہاتھ پر سب کے جمع ہونے کی برکت سے اس عملی حرارت کو اسلام کے لئے ہمہ جہتی ترقیاتی کاموں میں لگایا گیا۔ اس کے جو شاندار نتائج نکلے یا نکل رہے ہیں وہ ساری دُنیا مشاہدہ کر رہی ہے۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ عطار می گوید۔ خدا کے فضل و کرم سے نظام جماعت کی برکت اور مؤثر و فعّال قیادت

(باقی دیکھیں صـ۱۲ پر)

احمدی خواتین کی مرکزی تنظیموں کی طرف سے منعقدہ استقبالیہ تقریب میں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی روح پرور اور بصیرت افروز تقریر

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ابدی کے طفیل احمدی مستورات کو مردوں کے پہلو بہ پہلو ایک جیسی قربانیاں کرنے کی توفیق مل رہی ہے"

اپنی اس عدیم النظیر خصوصیت پر انہیں چاہیئے کہ وہ کمالِ عاجزی کیساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں

حضور ایدہ اللہ کی بصیرت افروز تقریر

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد پہلے تو ایڈریس میں پیش کئے گئے غلبۂ اسلام کی خاطر احمدی خواتین کے جذباتِ قربانی اور خدمت وفدائیت کو سراہا اور پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کے ایک خاص فضل اور احسان پر آپ بھی خوش ہیں اور میں بھی خوش ہوں ہم سب اس لئے خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور رحمت کے نتیجہ میں جماعت کے افراد کیا مردوں اور کیا عورتوں دونوں ہی کو اخلاص ووفا اور قربانی وایثار کا مظاہرہ کرنے کے ایک جیسے مواقع عطا کئے ہیں۔ اور پھر ان مواقع سے بلا تفریق و امتیاز یکساں طور پر فائدہ اٹھانے کی توفیق سے نوازا ہے۔

حضور نے فرمایا دُنیا میں بہت کم دَور ایسے آئے ہیں کہ جن میں مردوں اور عورتوں کو کسی مطمحِ نظر کے حصول کے لئے بلا تفریق و امتیاز ایک جیسے اعمال بجالانے اور ایک جیسی قربانیاں کرنے کی توفیق ملی ہو۔ تاریخ انسانی کو غور سے پڑھیں آپ کو اسلام کی نشأۃِ اُولیٰ کے دَور اور اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے دَور کے سوا کہیں یہ نظر نہیں آئے گا کہ مردوں کے پہلو بہ پہلو ایک جیسی قربانی کرنے والی عورتیں بھی پیدا ہوئی ہوں۔ یعنی وہ قربانیوں کے میدان میں مردوں سے پیچھے نہ رہی ہوں۔

اسلام کی نشأۃِ اُولیٰ کا دَور

حضور نے اسلام کی نشأۃِ اُولیٰ کے دَور اور اس میں دین کی خاطر مخلص وفدائی مَردوں کے پہلو بہ پہلو مخلص وفدائی عورتوں کی عدیم النظیر قربانیوں کا کسی قدر تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ کی شکل میں انسانیتِ کاملہ کا کامل سورج طلوع ہوا تو نوعِ انسان کو ایک کامل شریعت عطا ہوئی اور کامل انسانیت منصۂ شہود پر آئی۔ اور دنیا انسانیتِ کاملہ کے عدیم النظیر جلوؤں سے بہرہ ور ہوئی۔ جب ہم حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور آپؐ کے زمانہ مبارک کے حالات و واقعات کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہوئے بغیر نہیں رہتا کہ اسلام کو غالب کرنے کی خاطر قربانیوں کے میدان میں مخلص وفدائی عورت مخلص وفدائی مرد سے پیچھے نہیں تھی۔ نہ بیوی خاوند سے پیچھے تھی نہ بہن بھائی سے پیچھے تھی اور نہ ماں بچوں سے پیچھے تھی۔ اُس دَور کے کیا مرد اور کیا عورتیں دونوں ہی یکساں طور پر قربانی و ایثار اور خدمت و فدائیت کے مکمل نمونے نظر آتے ہیں۔ وہ امن کے زمانہ میں بھی اور جنگ کے زمانہ میں بھی ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو اللہ کی بتائی ہوئی شاہ راہ پر آگے ہی آگے قدم بڑھاتے گئے دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے سے پیچھے نظر نہیں آتا۔ مثال کے طور پر حضور ایدہ اللہ نے جنگِ یرموک کے مواقع پر مسلمان مجاہدین کے پہلو بہ پہلو مسلمان خواتین کی بہادری و شجاعت کے عدیم النظیر کارناموں پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ اسلام کی نشأۃِ اُولیٰ کے دَور میں قربانیوں کے میدان میں عورتیں کسی لحاظ سے بھی مَردوں سے پیچھے نہیں تھیں حتیٰ کہ دنیا نے عورتوں کی ایک جیسی قربانیوں کا ایسا عدیم النظیر نمونہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا دَور

حضور ایدہ اللہ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کی نشأۃِ اولیٰ کے دَور کے بعد جو تین صدیوں تک ممتد رہا دُنیا پھر ایک طویل زمانہ کے لئے عورتوں کی قربانیوں کے ان عدیم النظیر نمونوں سے خالی ہو گئی۔ اس کے بعد کے زمانہ کی عالمی تاریخ بھی اس امر پر گواہ ہے کہ قربانیوں کے میدان میں عورتوں کا یہ عدیم النظیر نمونہ قبل از اسلام کی طرح زمانہ مابعد کی تین صدیوں کے بعد بھی کہیں نظر نہیں آتا۔ حضور نے اس موقع پر مغربی قوموں کے عروج اور اُن کی بے پناہ مادی ترقی کا ذکر فرما کر واضح فرمایا کہ ان کے اس عروج اور ترقی میں ان کی عورتوں کی قربانیوں کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اور اگر ان کا کوئی حصہ ہے بھی تو وہ اپنی کیفیت اور کمیت کے اعتبار سے ناقابلِ التفات ہے۔ پھر مغربی اقوام اور ان کی اتباع میں دیگر ترقی یافتہ اقوام کی عورتوں نے دنیا کمانے کی دھن میں نئی نسلوں کی تربیت سے جو غفلت برتی ہے اور اس کے جو ہولناک نتائج منصۂ شہود پر آئے ہیں حضور نے ان پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور بے پایاں احسان کے نتیجہ میں اسلام کی نشأۃِ اولیٰ کے دَور کی طرح اب پھر وہی زمانہ عَود کر آیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دَور میں احمدی مستورات کو مردوں کے پہلو بہ پہلو ایک جیسی قربانیاں کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اور فی زمانہ اپنی ان عدیم النظیر قربانیوں کی وجہ سے غلبۂ اسلام کی موجودہ جدوجہد میں بحمد اللہ تعالیٰ وہ برابر کی شریک ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا دنیا کی تاریخ کھنگال ڈالو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ابدی حیات کے طفیل دو ہی دَور ایسے ملتے ہیں۔ ایک اسلام کی نشأۃِ اُولیٰ کا دَور اور ایک اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا موجودہ دَور جس میں دین کی سربلندی کی خاطر قربانیوں کے میدان میں نہ عورتیں مردوں سے پیچھے رہیں اور نہ مرد عورتوں سے پیچھے رہے۔ دونوں ہی اللہ تعالیٰ کی رضا کو پانے کے لئے ایک جیسی قربانیاں کرنے والے تھے اور ہیں۔ اگر انسان غور کرے تو یہ بڑا ہی حسین نظارہ ہے جو اسلام کی نشأۃِ اولیٰ کے دَور میں دیکھنے میں آیا یا جو اب اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے موجودہ دَور میں دنیا دیکھ رہی ہے۔ یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جماعت کی جس کی نظیر آج کی دنیا میں نہیں ملتی۔ اور یہ ایک ایسی خصوصیت ہے اُمتِ مسلمہ کی (جیسا کہ پہلی تین صدیوں میں ہوا) جس کا آدمؑ سے لے کر موجودہ زمانہ تک دنیا کی کوئی دوسری قوم مقابلہ نہیں کر سکتی اور وہ خصوصیت جیسا کہ میں بتا چکا ہوں یہ ہے کہ دورِ اوّل میں مسلمان عورتیں قربانیوں کے میدان میں مردوں سے پیچھے نہیں رہیں۔ اور نہ اب نشأۃِ ثانیہ کے موجودہ دَور میں احمدی خواتین قربانیوں کے میدان میں مردوں سے پیچھے ہیں۔ انہوں نے اس وقت بھی یکساں قربانیاں کیں اور وہ اب بھی یکساں قربانیاں کر رہی ہیں۔ اسی لئے اس وقت بھی مسلمان عورتیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی یکساں وارث بنیں اور آج بھی اُنہیں کی بہنیں یعنی احمدی خواتین اللہ کے فضلوں سے یکساں طور پر حصہ پا رہی ہیں۔

جذبۂ قربانی کو تیز تر کرنے کی ضرورت

اس مرحلہ پر حضور نے پاکستان کی احمدی خواتین کو اپنی قربانیوں کے معیار کو مزید بلند کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے افریقہ کی احمدی خواتین کے جذبۂ قربانی و ایثار کی بہت تعریف فرمائی۔ حضور نے اپنے دورۂ مغربی افریقہ کا ذکر کرتے ہوئے پہلے تو اس دَورہ میں وہاں کی ہزاروں ہزار احمدی خواتین اور ہزاروں ہزار بچوں کے ساتھ ملنے ان کے ساتھ کمال درجہ شفقت اور محبت و پیار کا سلوک فرما کر ان کی رُوحانی سیری اور سیرابی کا سامان کرنے کے سلسلہ میں حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی نہایت درجہ قابلِ قدر خدمات کا ذکر فرمایا۔ اور پھر وہاں کی احمدی خواتین کے جذبۂ قربانی و ایثار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا وہاں کی احمدی عورت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بلحاظ قربانی وہاں کے احمدی مرد سے پیچھے نہیں ہے بلکہ شاید مالی قربانی کے لحاظ سے مردوں سے آگے ہی ہو۔ حضور نے فرمایا میرے علم میں افریقی ممالک کا کوئی اکیلا احمدی مرد ایسا نہیں ہے کہ اس نے بیک وقت تیس تیس ہزار پونڈ چندہ دیا ہو۔ ہاں افریقہ کی ایک احمدی بہن ایسی ضرور ہے جس نے میرے دورۂ افریقہ کے دوران اتنی خطیر رقم بطور چندہ پیش کی اور بڑی بشاشت کے

ساتھ پیش کی۔ نائیجیریا میں میں نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اسلام کی تبلیغ کو زیادہ وسیع کرنے کے لئے ایک ریڈیو سٹیشن قائم کیا جائے۔ اس کے لئے میں عورتوں سے اپیل کروں گا کہ وہ مالی قربانیاں پیش کریں۔ چنانچہ وہاں کی ایک احمدی بہن نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ اس احمدی بہن نے پچیس تیس ہزار پونڈ بطور چندہ دینے کا وعدہ کیا اور کیا بھی بہت بشاشت کے ساتھ۔ وہاں کی احمدی خواتین میں دین کی خاطر قربانی کرنے کا اتنا شوق اور جذبہ پایا جاتا ہے کہ شاید آپ (یعنی پاکستان کی احمدی خواتین) بھی ان کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ اسی لئے میں نے مغربی افریقہ کے دورہ سے واپس آنے کے بعد ایک خطرہ کا اظہار کیا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ آپ کو یہاں تربیت کے مواقع حاصل ہیں بر خلاف اس کے افریقہ کی احمدی خواتین کو تربیت کے یہ مواقع حاصل نہیں۔ اور اس لحاظ سے وہ یہاں کی احمدی مستورات سے پیچھے ہیں۔ لیکن اگر انہیں بھی تربیت کا یہ موقع مل گیا تو وہ یقیناً آپ سے آگے نکل جائیں گی۔ خدا کسی کا رشتہ دار نہیں ہے کہ وہ اس سے خواہ وہ قربانی کرے یا نہ کرے ضرور محبت کرے گا۔ اس کی نگاہ میں وہی معزز اور پیار کے لائق ہے جو اس کے منشاء کے مطابق عمل کرتا اور اس کی راہ میں بڑھ چڑھ کر قربانیاں کرتا ہے۔ جس مقام پر خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے وہ ایسا نہیں کہ آپ خواتین میں سے قربانیوں کے میدان میں جو پیچھے رہ جائے میں اپنی اس بچی کو زیادہ عزیز رکھوں۔ قربانی دینے والا ہی میری توجہ کو زیادہ کھینچے گا۔ اور میری دعاؤں کا مستحق ہوگا۔

احمدی خواتین کا ایک اہم فرض

افریقہ کی احمدی خواتین کے ایمان و اخلاص اور جذبۂ قربانی کا ذکر کرنے اور پاکستان کی احمدی خواتین کو اپنے معیارِ قربانی کو بلند سے بلند تر کرنے کی تلقین کرنے کے علاوہ حضور ایدہ اللہ نے احمدی خواتین کو اُن کی ایک اور اہم ذمہ داری کی طرف بھی توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا جہاں آپ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ابدی کے ایک شیریں ثمر کے طور پر دین کی راہ میں مردوں کے پہلو بہ پہلو ایک جیسی قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے وہاں آپ کا یہ بھی فرض ہے کہ آپ اپنی اس بے مثال خصوصیت پر کسی قسم کا فخر نہ کرتے ہوئے عاجزی کی راہیں اختیار کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس دین اور عطا پر اس کی شکر گزار بندیاں بننے کی کوشش کریں اور اپنے عمل سے ثابت کریں کہ فی الواقعہ آپ اپنے بے حد کرم کرنے والے ربّ کی شکر گزار ہیں۔ شکر گزاری کا ایک نہایت اہم عملی تقاضا یہ ہے کہ آپ نئی نسلوں کی تربیت اس رنگ میں کریں کہ وہ غلبۂ اسلام کی ان ذمہ داریوں کو جو آگے چل کر اُن پر پڑنے والی ہیں کماحقہٗ ادا کر سکیں۔ اس میں شک نہیں کہ آگے چل کر خدمتِ دین کا بار آئندہ آنے والوں نے ہی اٹھانا ہے۔ اُن کے وقت میں جس قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہوگی وہ انہوں نے ہی کرنی ہیں لیکن خود قربانی کرنے کے ساتھ ساتھ نئی نسلوں کے ذہنوں کی تربیت اس طرح کرنا کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے لگ جائیں اور آئندہ اُن کے کندھوں پر جو بوجھ پڑنے والا ہے اُسے اٹھانے کے قابل ہو جائیں۔ یہ آپ خواتین کی ذمہ داری ہے۔

حضور نے فرمایا: آج کل کی متمدّن کہلانے والی دنیا کی عورت نئی نسلوں کی تربیت کرنے میں ناکام ہو چکی ہے یہی وجہ ہے کہ دنیوی لحاظ سے ترقی یافتہ اقوام کی نئی نسل اس حد تک بگڑ چکی ہے کہ وہ سراسر گمراہی کے راستہ پر بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اور ان کے بڑے بالکل بے بس ہیں۔ وہ انہیں تباہی کی طرف جاتا دیکھ رہے ہیں۔ لیکن کچھ کر نہیں سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مادی ترقی کے سوا کوئی ارفع و اعلیٰ مقصد ان کے سامنے نہیں ہے۔ کوئی مطمحِ نظر نہیں ہے۔ جس کے حصول کے لئے وہ کوشاں ہوں۔ اس لحاظ سے وہ بالکل گم کردہ راہ ہیں۔ برخلاف اس کے اسلام پر دل وجان سے ایمان لانے کے بعد ایک مسلمان کے لئے یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ ہماری منزلِ مقصود کیا ہے؟ ہم جانتے ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ مسلمان ہونے کی حیثیت میں ہماری پیدائش کی غرض اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنا ہے۔ اور اس کی محبت میں فنا کے لبادہ کو اوڑھنا ہے۔ ہم سب کا مقصود یہی ہے کہ ہم خدا سے پیار کرنے لگ جائیں۔ اور اس حد تک پیار کرنے لگ جائیں کہ ہم میں ایک تغیر پیدا ہو جائے۔ اور ہماری زندگیوں پر کچھ ایسا رنگ چڑھ جائے کہ وہ قادر و توانا خدا ہم عاجزوں سے پیار کرنے لگے۔ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت اور قربانیوں کے ذریعہ خود اس مقصود کو پانے کے علاوہ ہمارا یہ بھی مقصد ہے کہ نئی نسلوں کے ذہنوں میں بھی یہ امر اچھی طرح ذہن نشین کرا دیں کہ ان کی زندگیوں کا مقصد خدا کے پیار کو حاصل کرنا ہے۔ اس کی ذمہ داری آپ خواتین پر عائد ہوتی ہے۔ آپ یہ ذمہ داری بہت خوش اسلوبی کے ساتھ ادا کر سکتی ہیں۔ اس لئے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے موجودہ دور میں دین کی خاطر مردوں کے پہلو بہ پہلو ایک جیسی قربانیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

آخر میں حضور نے فرمایا میں بھی اور آپ بھی خوش ہیں اس بات پر کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں اس گروہ میں شامل ہیں جس میں مرد اور عورتیں اللہ کی راہ میں ایک جیسی قربانیاں کر کے اللہ کے پیار کو حاصل کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دیتا چلا جائے کہ ہم اس کی راہ میں ایک جیسی قربانیاں کر کے اس کا ایک جیسا پیار حاصل کرنے والے ہوں اور اسی طرح قیامت تک ہماری آنے والی نسلیں بھی اس کی راہ میں ایسی ہی قربانیاں پیش کر کے اس کے ایسے ہی پیار کو حاصل کرنے والی ثابت ہوں۔

اس معرکۃ الآراء اور بصیرت افروز خطاب کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی دُعا کرائی جس میں جملہ خواتین اور مہمان اصحاب شریک ہوئے۔ بعدازاں حضور نے مہمان اصحاب کے درمیان رونق افروز ہو کر انہیں اپنے ساتھ چائے نوش کرنے کا شرف بخشا۔ خواتین نے حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کے ساتھ قناتوں سے تیار کردہ وسیع وعریض پنڈال میں چائے نوش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

دعوتِ چائے کے بعد یہ تاریخی اور یادگار تقریب مغرب کے وقت بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی ؛

جماعتِ احمدیہ میلا پالئم (تامل ناڈو) کے زیرِ اہتمام

WHERE DID JESUS DIE?

کے

تامل ترجمہ کا ایک عیسائی بشپ کے ذریعہ افتتاح

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس رضؓ کی مایۂ ناز تصنیف ?Where did Jesus die (حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کہاں فوت ہوئے؟) سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ادبی کلام میں ایک قابلِ قدر انعام اور علمی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں محترم مولانا صاحبؓ نے مختلف ناقابلِ تردید عقلی ونقلی دلائل سے تاریخی شواہد اور موجودہ جدید تحقیقات اور انکشافات کی روشنی میں یہ ثابت فرمایا ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ ان کی وفات کشمیر میں وقوع پذیر ہوئی تھی اور آپ کی قبر سرینگر کے محلہ خانیار میں موجود ہے۔

اس مایۂ ناز کتاب کے مختلف تراجم اندرونی و بیرونی زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ چند سال قبل اس کتاب کا ملایالم ترجمہ شائع ہوا جس سے کیرلہ کے عیسائی حلقوں میں کھلبلی مچ گئی۔ اور وہاں کے اخبارات میں اس کتاب کے بارے میں مختلف آراء شائع ہوئیں ـــــ اب نظارت دعوۃ وتبلیغ قادیان نے جماعتِ احمدیہ میلا پالئم کے توسط سے اس کتاب کا تامل زبان میں ترجمہ شائع فرمایا ہے۔ جماعتِ احمدیہ میلا پالئم کے ایک مخلص نو احمدی اور تامل زبان کے ماہر مکرم حسن ابوبکر صاحب B.T. .Bsc کی کئی مہینوں کی مسلسل کوششوں سے اس انگریزی کتاب کو تامل زبان کا جامہ پہنایا گیا ہے۔ فجزاہُ اللہ تعالیٰ۔

اس کتاب کی افتتاحی تقریب کے لئے جماعتِ احمدیہ میلا پالئم نے خاکسار کو اور مکرم مولوی محمد ابو الوفاء صاحب مبلغ انچارج کیرلہ کو مدعو کیا تھا۔ لیکن خاکسار کی علالتِ طبع اور مکرم مولوی صاحب کی مصروفیتوں کی وجہ سے ہم دونوں اس تقریب میں شریک نہیں ہو سکے۔ اس سلسلہ میں خاکسار کو جماعتِ احمدیہ میلا پالئم نے جو رپورٹ ارسال کی ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۷۰ء رات کے ½۸ بجے اس تصنیف کے اجراء کی تقریب جماعتِ احمدیہ میلا پالئم کے مشن ہاؤس میں مکرم کے۔ محمد اسمٰعیل صاحب سیکرٹری جماعتِ احمدیہ شنکران کوئیل (باقی صلا پر)

دوسری قسط

دُنیا میں احمدیّت کا اثر و نفوذ

تقریر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد بر موقع جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۰ء

مسئلہ جہاد

جماعتِ احمدیہ کا ایک امتیازی عقیدہ مسئلہ جہاد کے بارے میں یہ ہے کہ اس زمانہ میں چونکہ ملک میں امن قائم ہوگیا ہے اور دینی احکام کی بجا آوری میں کوئی روک نہیں اور دشمنانِ اسلام بجائے تلوار کے قلم کے ذریعہ سے اسلام پر حملہ آور ہیں اس لئے ہمیں بھی دین کی خاطر تلوار اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ پُر امن ذرائع سے جہاد بالقرآن اور جہاد بالقلم کرنا چاہیئے۔ لیکن اس کے برخلاف عام مسلمان "جہاد" سے صرف جہاد بالسیف یا حرب و قتال ہی سمجھتے تھے۔ اور اسی لئے وہ ایک خونی مہدی، سونے اور چاندی سے مسلمانوں کے گھروں کو بھرنے والے مہدی، ہاں! دنیا کی حکومتوں کے تختوں پر مسلمانوں کو بٹھا دینے والے مہدی کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے جب جہاد کی یہ حقیقت بیان ہوئی تو ہر مکتب فکر کے علماء اور سیاست دانوں نے اس کی مخالفت کی۔ اور اس صلح پسند تعلیم کو ٹھکرا دیا۔ اور بعض نادانوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ یہ جماعت ایسے خیالات پھیلا کر مسلمانوں کے جذبۂ جہاد اور ان کی شجاعت کو مٹانا چاہتی ہے۔

لیکن زمانے کی ٹھوکروں اور اُن کے عملی تجربہ نے ثابت کر دیا کہ اس مسئلہ میں وہی موقف درست ہے جو جماعتِ احمدیہ نے خدا کے مامور و مرسل کے ارشاد کے مطابق اپنایا ہے۔ چنانچہ مشہور احراری لیڈر مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری نے ۱۹۴۰ء میں ہائی کورٹ لاہور میں بیان دیتے ہوئے کہا:۔

"میں نے بیان کیا کہ ہمارے بزرگوں کا دماغ اس خیال سے خالی نہیں کہ ہندوستان میں پھر ایک دفعہ اسلامی حکومت قائم ہو جائے۔ چنانچہ ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ میں علماء شریک ہوئے اور ناکامی کے بعد کچھ مارے گئے کچھ قید ہوئے۔ ہزاروں انسان قتل ہوئے، شہزادے قتل ہوئے۔ اُن کا خون کیا گیا۔ ان تمام مصیبتوں کے بعد ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اسلامی حکومت قائم کرنے کا یہ اقدام شکست کھا گیا۔ اس کے بعد پھر ۱۹۱۴ء میں علماء کی ایک جماعت نے اسی خیال سے یعنی مسلم راج قائم کرنے کے خیال سے تحریک شروع کی۔ اور اس میں بھی شکست کھائی۔ اس کے بعد ۱۹۲۰ء میں شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی مالٹا سے رہا ہو کر تشریف لائے۔ دہلی اور ملک کے مختلف گوشوں سے پانچ سو سے زائد علماء کا اجتماع ہوا۔ اور وہاں طے پایا کہ تشدد کا راستہ غلط ہے۔ موجودہ دور میں مسلم راج کا قائم کرنا ناممکن ہے ...... اس وقت تک ہم اسی عقیدے پر قائم ہیں اور اسی کو صحیح راستہ سمجھتے ہیں"۔

(احسان ۶ر جون ۱۹۴۰ء)

ہندوستان کے تمام علماء کے عقیدے میں اتنا بڑا انقلاب کوئی معمولی بات نہیں۔ اور علماء بھی وہ جو ایک لمبے عرصے سے اسی آس پر جی رہے تھے کہ امام مہدی آکر تلوار کے زور سے تمام کافروں کو ہلاک کر کے اسلامی سلطنت قائم کر دیں گے۔ پس جہاد کے متعلق جس مسلک کو جماعتِ احمدیہ اپنے آغاز سے اپنائے ہوئے ہے وہ اس قدر شاندار اور نمایاں ہے کہ اس کی برتری کا اعتراف کرنے پر ہر حق پسند مجبور ہے۔

چنانچہ مشہور مؤرخ و ادیب محمد اکرام صاحب ایم۔ اے اپنی تاریخی کتاب "موجِ کوثر" میں رقمطراز ہیں:۔

"احمدی جماعت کے فروغ کی ایک اور وجہ ان کی تبلیغی کوششیں ہیں۔ مرزا صاحب اور ان کے معتقدین کا عقیدہ ہے کہ اب جہاد بالسیف نہیں بلکہ جہاد بالقلم اور جہاد باللسان یعنی تحریری اور زبانی تبلیغ کا زمانہ ہے۔ ان کے اس عقیدہ سے عام مسلمانوں کو اختلاف ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ آج جہاد بالسیف کی اہلیت نہ احمدیوں میں ہے اور نہ عام مسلمانوں میں ہے۔

طاقتِ جلوۂ سینا نہ تو داری و نہ من

عام مسلمان تو جہاد بالسیف کے عقیدے کا خیالی دم بھر کے نہ عملی جہاد کرتے ہیں اور نہ تبلیغی جہاد۔ لیکن احمدی ...... دوسرے جہاد یعنی تبلیغ کو ایک فریضۂ مذہبی سمجھتے ہیں۔ اور اس میں انہیں خاصی کامیابی ہوئی ہے"۔

(موجِ کوثر صفحہ ۱۹۲-۱۹۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجّت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

حکومتِ وقت کی وفاداری

اسلامی تعلیمات کی رُو سے جماعتِ احمدیہ کا شروع ہی سے یہ اصول رہا ہے کہ وہ جہاں بھی ہو اپنے ملک کی حکومت کی وفادار رہتی ہے۔ جماعت کی اسی سالہ تاریخ شاہد ہے کہ اس نے حکومتِ وقت کے خلاف نہ کبھی بغاوت کی اور نہ کسی ایجی ٹیشن یا اسٹرائیک وغیرہ میں حصہ لیا بلکہ ہمیشہ حکومت کے مفاد کا خیال رکھ کر اس سے تعاون کیا ہے اور ہم اسے بڑے فخر کے ساتھ اپنے قومی کیریکٹر کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

چنانچہ ہفت روزہ "دی سینٹینل" (THE SENTINEL) رانچی نے اس امر کا اظہار یوں کیا ہے:۔

"(بھارت کے) احمدیوں کی پورے طور پر جانچ کی گئی ہے۔ ان کی حکومت کے ساتھ وفاداری کسی طرح مشتبہ نہیں، اور نہ ہی کوئی کدورت یا غیر مخلصانہ رنگ ان میں پایا جاتا ہے۔ ...... یہ نہیں ہو سکتا کہ اُن کے دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ اور۔ حکومتِ ہند کے وہ وفادار ہیں۔ دل کی گہرائیوں سے لے کر اپنی انگلیوں کے پوروں تک۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ تمام دنیا میں جس جس حکومت کے ماتحت رہتے ہیں اس کے وفادار ہیں اور جملہ مذاہب کے پیشوایان کا احترام و عزت کرنا اُن کے بنیادی اصولوں میں داخل ہے"۔

(دی سینٹینل رانچی ۱۴ر جولائی ۱۹۵۱ء)

جب بانیٔ جماعتِ احمدیہ علیہ السلام نے حکومتِ وقت کی وفاداری کا نظریہ پیش فرمایا تو اُس وقت آپ کو انگریزوں کا پٹھو۔ انگریزوں کا خوشامدی اور انگریزوں کا خود کاشتہ پودا قرار دیا گیا۔ حالانکہ حضور علیہ السلام واضح طور پر فرمایا ہے کہ:۔

"میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا۔ جیسا کہ نادان لوگ خیال کرتے ہیں۔ نہ اس سے کوئی صلہ چاہتا ہوں بلکہ میں ایمان اور انصاف کی رُو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کی شکرگذاری کروں"۔

(تبلیغ رسالت جلد ۱ صفحہ ۱۲۳)

اور اسی اصول اور قرآنی ارشادات کی رُو سے میں جماعتِ احمدیہ نے آزادئ وطن کے بعد اپنی قائم شدہ حکومت کی پوری فرمانبرداری و وفاداری کا ثبوت دیا ہے۔ لیکن حالات کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ وہی علماء اور عام مسلمان جو جماعتِ احمدیہ کے اس اصول کو غلط سمجھ کر اس کو خوشامدی وغیرہ کے خطاب دیتے تھے۔ آزادئ وطن کے بعد ان کو عملاً مجبور ہونا پڑا کہ وہ حکومتِ وقت کے وفادار بنیں اور اپنے نظریات بدل لیں اور خود حالات نے ان کو سکھا دیا کہ جماعتِ احمدیہ کا موقف حق و انصاف پر مبنی ہے۔ تب انہیں قرآن مجید اور اسلامی تعلیمات میں بھی گورنمنٹ کی وفاداری کی تعلیم نظر آنے لگ گئی۔ حتیٰ کہ خود جلالۃ الملک شاہ فیصل نے غیر مسلم حکومتوں کے ماتحت رہنے والے مسلمانوں کے بارے میں ۱۹۶۵ء کے حج کے موقعہ پر "رابطۃ العالم الإسلامی" مکہ مکرمہ کے اجتماع میں فرمایا:۔

"هؤلاء عليهم ان يقوموا بما يجب عليهم من خدمة دينهم و اتباع ما امر الله سبحانه وتعالىٰ و نحن لا ندعو هؤلاء الاخوان أن يثوروا فی وجه دولهم و ان يقوموا بما هو خارج عن النظام ولكن أن يحكموا كتاب الله و سنة رسوله فيما بينهم فی نياتهم و عقائدهم و أن يسالموا من سالمهم و ألا يكونوا عنصرًا هدامًا أو مخربًا"۔

(اُمّ القریٰ مکہ معظمہ ۲۴ر اپریل ۱۹۶۵ء)

ترجمہ:۔ ان (غیر مسلم حکومتوں میں رہنے والے مسلمانوں) پر جو خدمتِ دین اور اللہ تعالیٰ کے اوامر کی اتباع واجب ہے انہیں اُسے ادا کرنا چاہیئے۔ ہم اُن بھائیوں کو ہرگز یہ نہیں کہتے کہ اپنی حکومتوں کے نظام کے خلاف کھڑے ہو جائیں۔ اور بغاوت کریں۔ ہاں انہیں باہمی اپنے عقائد

...توں کی حد تک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت کو حکم ٹھہرانا چاہئیے۔ نیز جو حکومتیں انہیں ... دیتی ہیں انہیں اُن سے صلح سے رہنا چاہیئے ... ممالک میں نظام کو توڑنے والے ... بی عنصر ہرگز نہ بنیں"۔

کسرِ صلیب کا اثر

سامعین کرام! جماعتِ احمدیہ کے میدانِ عمل میں آنے سے پہلے بعض ذمہ دار پادری یہ یقین ... چکے تھے کہ اب عیسائیت سارا دنیا میں پھیل ... جائے گی۔ اور اسلام کو نعوذ باللہ ختم کر دیا جائے گا۔ چنانچہ ایک امریکن مشنری ... ن بیروز نے بڑے تعلّی آمیز لہجے میں یہ ... بیان کیا کہ اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کے نتیجہ میں صلیب کی چمکار صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی وہاں بھی پہنچے گی اور خداوند یسوع مسیح اپنے شاگردوں کے ذریعہ مکہ کے شہر اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگا (ملاحظہ ہو بیروز لیکچرز صفحہ ۴۲)

اور حقیقت میں مسیحی پروپیگنڈا اس قدر بامِ عروج پر پہنچ چکا تھا کہ پادری عماد الدین جیسے ذمہ دار شخص نے تحریر کیا:-

"محمدی مذہب کے لئے اگرچہ ایک صورت تو ہے مگر اس میں جان ہرگز نہیں۔ اسلئے وہ ایک مُردہ دین ہے۔ یا ایک پُتلا ہے جو آدمی نے بڑی کاریگری سے بنایا مگر اس میں جان نہ ڈال سکا"۔

(تعلیم محمدی صفحہ ۳۵ مطبوعہ ۱۸۸۰ء)

اسلام کے بالمقابل اس قسم کی تعلّی کرنے کا حوصلہ ان لوگوں میں پیدا ہو گیا تھا جن کے مذہب کا اساسی حجر مسیح کی صلیبی موت ہے۔ بانیٔ احمدیت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے عیسائیوں کی اس بلند و بالا صلیبی عمارت پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ عیسائیت کی یہ عمارت پیوندِ خاک ہو گئی اور آپ نے عقلی و نقلی، معقولی و منقولی ہر رنگ کے واضح دلائل سے اس امر کو ثابت فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی موت صلیب پر ہرگز نہیں ہوئی بلکہ وہ صلیب سے زندہ اتارے گئے تھے۔ اور بعد میں ہجرت کر کے کشمیر آ گئے۔ اور وہاں ... کے محلہ خانیار میں طبعی وفات پانے کے بعد مدفون ہوئے۔ ان مضبوط دلائل کا اثر دنیا پر یہ ہوا کہ کہاں تو یہ حالت تھی کہ عیسائیت نے مکہ مکرمہ میں بلکہ خاص کعبہ کے حرم میں اثر و نفوذ کی توقعات کی جا رہی تھیں اور کجا یہ حال کہ آج صلیب کے ٹکڑے خود ابنائے صلیب ہی کر رہے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۵۷ء میں ایک کتاب "Jesus in Rome" مصنفہ Robert Graves & Joshua Cassel مشہور اشاعتی ادارہ Podro and Company London کی طرف سے شائع کی گئی جس میں تاریخی اور سائنسی شواہد سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور نہ اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے۔

اسی طرح ۱۹۵۷ء ہی میں مغربی جرمنی سے ایک کتاب بعنوان DAS LINNEN مصنفہ Kurt Burna شائع کی گئی جس میں Science of Photography کے ذریعہ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر سے اُتارنے کے بعد آپ کے زخموں پر مرہم لگا کر آپؑ کو جس چادر میں لپیٹا گیا تھا (جو اَب تک محفوظ ہے) اس پر جو نشان ہیں وہ ثابت کرتے ہیں کہ مسیح اس وقت زندہ تھے اور ان کے دل کی حالت اس وقت نارمل تھی اور انہوں نے صلیب پر جان نہیں دی بلکہ صلیب سے آپ کو زندہ ہی اتار لیا گیا تھا۔

یہ جماعتِ احمدیہ کے کسرِ صلیب ہی کا اثر ہے کہ آج خود عیسائی راہنما اور لیڈر اور دنیا کے سرکردہ مسیحی اپنی مذہبی کمزوری اور عیسائی عوام کی عیسائیت بیزاری کو پوری طرح محسوس کر چکے ہیں اور یہ بیزاری اور لاتعلقی اب اس قدر بڑھ چکی ہے کہ یورپ کے بعض شہروں اور قصبات میں لاتعداد چرچ ایسے ویران ہو چکے ہیں کہ ان کو فروخت کر دینا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حالیہ دورہ مغربی افریقہ سے واپسی پر لندن میں جو مشاہدہ فرمایا اس کو یوں بیان فرمایا ہے کہ:-

"آپ اپنے تصوّر میں بھی یہ نہیں لا سکتے کہ کسی مسجد کے سامنے فار سیل for sale کا بورڈ لگا ہوا ہو۔ یعنی یہ مسجد قابلِ فروخت ہے لیکن خود میری آنکھوں نے لندن کے بعض گرجوں کے سامنے فار سیل for sale کا بورڈ لگا ہوا دیکھا ہے"۔ (الفضل ۲۰ اگست ۱۹۷۰ء)

جماعتِ احمدیہ کے اسی اثر کو دیکھتے ہوئے برطانیہ کے مشہور مورخ پروفیسر ٹائن بی نے اپنی کتاب Civilization on trail میں یہ تحریر کیا:

"مذہب کے مُردہ ہونے کے نتیجہ میں اب اسلام میں پھر جوش پیدا ہو رہا ہے۔ اور اس میں ایسی روحانی تحریکات جنم لے رہی ہیں جو ممکن ہے آئندہ جا کر عالمگیر مذہب اور تہذیب کی بنیاد بن جائیں مثلاً احمدیہ تحریک ہے"۔

جماعتِ احمدیہ کا پیدا کردہ یہ اثر و نفوذ صرف علمی ہی نہیں بلکہ روحانی بھی ہے۔ اس روحانی انقلاب کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک انگریز نومسلم نے بتایا کہ

"مجھے اسلام سے اتنی عداوت تھی کہ میں جب رات کو سوتا تھا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر سوتا تھا مگر اب کسی رات مجھے نیند نہیں آتی جب تک میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیج لوں"۔ (الفضل ۱۷ مارچ ۱۹۵۷ء صفحہ ۳)

بانیٔ احمدیت علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار

(باقی)

تضمین

دشت کو تحفہ دیا ہم نے ترے کردار کا

مکرم جناب ثاقب صاحب زیروی نے جماعتِ احمدیہ کے ۷۹ ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر مورخہ ۲۷ دسمبر کے دوسرے اجلاس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر سے قبل اپنی یہ نظم خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائی۔

سامنا ہم نے کیا اغیار کی تلوار کا
زار یہ ہر گھاؤ ہے وقت کی تلوار کا
کفر کی آندھی چلی اُٹھیں گھٹائیں شرک کی
ہم علَم لے کر چلے اسلام کے انوار کا
ہر قدم پر اک قیامت ہر روش خنجر بدوش
زیبِ لب تھا نام لیکن احمدِ مختار کا
وقت شاہد ہے کہ ہم نے عجز کا ان کے طفیل
زور توڑا دشمنانِ دین کے پندار کا
اہلِ دنیا کا تعصب ساری دُنیا کے شکوک
کیا یہی انعام ہے حق کے علمبردار کا
نفرت و تحقیر کے کانٹے ہماری راہ میں
یہ صلہ تھا داعیانِ موسمِ گلبار کا
ہم نے دل کی روشنی دی ایک تیرے نام پر
ہم نے منہ پھیرا جہاں کے ہر اندھیرے غار کا
ہم لُٹے برسوں لُٹے لُٹتے رہے ہر دَور میں
تھا سہارا ہم کو لیکن اِک ترے انوار کا
جنگلوں میں ہم نے روشن کر دیئے تیرے چراغ
دشت کو تحفہ دیا ہم نے ترے کردار کا
کیا کہیں کس سے کہیں کیسے کہیں شرحِ ستم
کوئی پیرایہ نظر آتا نہیں اظہار کا
سنگباری کا یہ عالم نطق تک مجروح ہے
راستے مسدود ہیں اور دم نہیں گفتار کا
وقت کی رفتار نے مجبور کر کے رکھ دیا
جبر کس کس سے کہیں اس وقت کی رفتار کا
ہم ہیں عادل اور ہیں مجروح تیغِ عدل کے
کون تخمینہ لگائے ظلم کے معیار کا
آخرش کہنا ہے اتنا تیرے فیضِ خاص سے
تا بہ کے خوں ریز خنجر قاتلِ خونخوار کا
"شور کیسا ہے ترے کوچے میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا"

ثاقب زیروی

جمعۃ المبارک

مورخہ ۲۵ر دسمبر کو جمعۃ المبارک تھا۔ نماز جمعہ سے قبل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں حضور پُرنور نے حالیہ ملکی انتخابات کے خوش کن نتائج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بعض ایمان افروز حقائق اور غیر معمولی تائیدات و نصرت الٰہیہ کا ذکر فرمایا حضور نے فرمایا کہ معاندین احمدیت کی شدید مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر مرکزی اور صوبائی سطح پر کم و بیش ۲۰ احمدی احباب کو انتخابات میں نمایاں کامیابی عطا فرما کر جماعت کی مناسب نمائندگی کرنے کا موقعہ دیا ہے جس کے لئے آپ تمام دوست مبارکباد کے مستحق ہیں۔

اس روح پرور خطبہ جمعہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں ایک سرسری جائزہ کے مطابق مسجد مبارک کے اندر، نئی ہال اور صحن کے علاوہ مسجد سے باہر کے غیر پختہ صحن میں احباب نے کم و بیش پینتیس صفوں میں نمازیں ادا کیں۔

جلسہ گاہ

امسال جلسہ گاہ سامعین کے لئے زیر تعمیر مسجد اقصیٰ کے سامنے تیار کی گئی تھی۔ جلسہ گاہ کے وسیع پنڈال کے علاوہ شمال۔ جنوب اور مشرقی تینوں جہتوں میں گیلریز کا انتظام کیا گیا تھا۔ جبکہ سٹیج مسجد کے صدر دروازے کے ساتھ پختہ صحن میں تعمیر کی گئی تھی۔ سامعین حضرات کے لئے مسجد کے ہر دو وسیع برآمدوں میں کرسیوں کا معقول انتظام تھا۔

جلسہ سالانہ کا پہلا دن

مورخہ ۲۶ر دسمبر کو جلسہ سالانہ کا پہلا دن تھا۔ پہلے اجلاس کی کارروائی حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی بابرکت صدارت میں ٹھیک پونے دس بجے آغاز پذیر ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی روح پرور افتتاحی تقریر کا آغاز فرمایا۔ جس میں جملہ حاضرین جلسہ کو ان بابرکت ایام سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی تلقین فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ آج میں اپنے رب کریم کی حمد کے ترانوں کی جو آوازیں سن رہا ہوں، وہ سب بازگشت ہیں اُس اکیلی آواز کی جو آج سے ۸۰ سال قبل قادیان کی سرزمین سے بلند ہوئی تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو بشارتیں عطا ہوئی تھیں۔ اُن ہی پر یقین کامل پیدا کرنے اور اللہ تعالیٰ کے حسن و احسان کے جلووں کا مشاہدہ کرنے کے لئے آپ آج یہاں جمع ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس غرض کے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر میں حضور پُرنور نے حالیہ ملکی انتخابات میں شرپسند عناصر کی عبرتناک ناکامی کا ذکر کرتے ہوئے جماعت کو اپنے اندر فروتنی و انکساری پیدا کرنے کی تلقین فرمائی۔ اس روح پرور افتتاحی خطاب کے بعد حضور نے پُرسوز اجتماعی دعا فرمائی۔ اور واپس تشریف لے گئے۔

اس اجلاس کی بقیہ کارروائی محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کی صدارت میں جاری رہی۔ اس اجلاس میں محترم میر محمود احمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ نے سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور محترم مولوی عبد المالک خاں صاحب نائب ناظر اصلاح و ارشاد نے "احمدیت ـــ اسلام کی نشأۃ ثانیہ" کے موضوع پر تقاریر کیں۔ اور یوں ٹھیک ۱۲ بجے بوقتِ دوپہر یہ اجلاس بتمام و کمال اختتام پذیر ہوا۔

ظہر و عصر کی نمازیں جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ گاہ میں تشریف لاکر پڑھائیں کے بعد پہلے روز کا دوسرا اجلاس محترم محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد اس اجلاس میں محترم غلام باری صاحب سیف پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ، محترم مرزا عبد الحق صاحب امیر صوبائی اور محترم شیخ مبارک احمد صاحب سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ نے علی الترتیب سیرتِ صحابہؓ۔ احمدیت کی نئی نسل کی ذمہ داریاں اور خلافتِ راشدہ کے خلاف سازشیں کے عنوانات پر تقاریر کیں۔ ساڑھے چار بجے بوقتِ سہ پہر پہلے روز کا دوسرا اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

شبینہ اجلاس

اسی روز بعد نماز عشاء مجلس خدام الاحمدیہ کے شعبہ تحریک جدید کی طرف سے مسجد مبارک میں مختلف عالمی زبانوں میں تقاریر کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس اجلاس میں علی الترتیب مکرم محمد عبد الہادی کیوسی مکرم مولوی صالح محمد صاحب مکرم محمد علی صاحب وآم۔ مکرم عبد العزیز صاحب ڈاہمن۔ مکرم الحاج ابوبکر صاحب مکرم عبد السلام صاحب۔ مکرم صوفی عبد الغفور صاحب مکرم غلام احمد صاحب فاروق۔ مکرم سعید احمد صاحب انصاری۔ مکرم روشن دین صاحب مکرم عبد الحکیم صاحب مکرم ظفر احمد صاحب مکرم ظفر احمد کما صاحب۔ مکرم یوسف احمد صاحب مکرم شمس الدین صاحب۔ مکرم اسلم مثر صاحب مسٹر آدم صاحب مکرم محمد علی صاحب۔ مکرم انیس الرحمٰن صاحب۔ مکرم سید علی عزیز صاحب اور مکرم احمد صاحب نے چوبیس غیر ملکی زبانوں میں تقاریر کیں۔ وقت کی قلت کے پیش نظر برصغیر ہند و پاک کی لوکل زبانوں میں تقاریر کا پروگرام ترک کر دیا گیا۔

جلسہ سالانہ کا دوسرا اجلاس

۲۷ر دسمبر کو جلسہ کا دوسرا دن تھا۔ اس دن کے پہلے اجلاس کی کارروائی محترم میاں احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان کی صدارت میں ٹھیک ½۹ بجے صبح شروع ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد محترم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ۔ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب صدر انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس اور محترم قاضی محمد نذیر صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے علی الترتیب "سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام"۔ "زندہ خدا" ـــ اور ـــ "احمدیت پر اعتراضات کے جوابات" کے موضوع پر دلچسپ تقاریر کیں۔

ظہر اور عصر کی نماز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ گاہ میں ہی جمع کر کے پڑھائیں۔ ازاں بعد ٹھیک ½۲ بجے دوپہر دوسرے اجلاس کی کارروائی حضور پُرنور کی صدارت میں آغاز پذیر ہوئی۔ سب سے پہلے محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مغربی جرمنی کے ایک مخلص احمدی دوست مکرم ڈاکٹر محمد عبد الہادی صاحب کیوسی جو جرمن زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ بھی کر چکے ہیں کا تمام حاضرین سے تعارف کرایا۔ ازاں بعد عبد الہادی کیوسی صاحب نے ہی قرآن کریم کی تلاوت کی۔ تلاوت و نظم کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا نہایت ایمان افروز خطاب شروع فرمایا جو کم و بیش پونے دو گھنٹے تک جاری رہا۔ سورۃ القلم کی ابتدائی آیات کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں یہ اعلان فرمایا ہے کہ اب قلم اور دوات اور اشاعت کا زمانہ آ رہا ہے۔ یہ آیات ایک پیشگوئی پر مشتمل ہیں۔ جو آج دنیا میں وسیع پیمانہ پر اشاعت کتب کے ذریعہ پوری ہو رہی ہے۔

حضور انور کا یہ خطاب چونکہ انتظامی امور سے متعلق تھا۔ اس لئے حضور نے سب سے پہلے نئی شائع ہونے والی کتب و رسائل اور جرائد سلسلہ کی خرید کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی۔

اس تقریر کے دوران حضرت اقدس نے ۱۹۷۰ء کے دوران جماعت کی طرف سے کی جانے والی۔ رفاہی، تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لیا۔ اور جماعت کو مختلف جاری شدہ تحریکات بالخصوص نصرت جہاں ریزرو فنڈ اور تحریک تعلیم القرآن کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا کہ آج ہمارے کانوں میں ہر طرف سے اسلام کے متعلق مایوس کن آوازیں پڑتی ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں ہرگز اسلام خطرے میں نہیں البتہ دیگر مذاہب باطلہ ضرور خطرے میں ہیں کیونکہ وہ اسلام کے پیغام محبت و اخوت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

حضور نے اپنی تقریر میں تحریک وقف جدید کے سال نو کے آغاز کا اعلان بھی فرمایا نیز فرمایا کہ مجھے جماعت کی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ اسلام و احمدیت کی تبلیغ و اشاعت کی بھی فکر دامن گیر رہتی ہے ظاہر ہے کہ جب میں پریشان ہوؤنگا تو آپ کو بھی پریشان کروں گا۔

علم انعامی

اس مبارک موقع پر حضور نے اپنے دستِ مبارک سے مجالس خدام الاحمدیہ اور مجالس انصار اللہ میں سے اوّل آنے والی مجالس کو علم انعامی بھی عطا فرمائے۔ اور دوم و سوئم رہنے والی مجالس کو اسناد خوشنودی عطا فرمائیں۔ اس روز حضور کی طبیعت چونکہ قدرے ناساز تھی اس لئے حضور نے اس ارشاد کے ساتھ تقریباً ½۴ بجے بوقت سہ پہر اس اجلاس کو برخواست فرمایا کہ بعض باتیں جو بیان نہیں ہو سکیں کل کی تقریر میں بیان کی جائیں گی۔ کل کا آخری اجلاس دو بجے کی بجائے ڈیڑھ بجے رکھ لیا جائے۔ تاکہ زیادہ وقت میں زیادہ باتوں کا موقعہ مل سکے۔

شبینہ اجلاس

اسی روز اصلاح و ارشاد کی جانب سے بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں ایک شبینہ اجلاس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جس کی صدارت کے فرائض محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے سرانجام دیئے۔ پہلے سے شائع شدہ پروگرام کے مطابق اس اجلاس میں محترم بشارت الرحمٰن صاحب پروفیسر تعلیم الاسلام کالج۔ محترم سید انجاز احمد صاحب مربی سلسلہ اور مکرم غلام احمد صاحب خادم متعلم جامعہ احمدیہ نے علی الترتیب "امن عالم کے متعلق اسلامی تعلیم"۔ "اسلامی عبادات کے مقاصد" اور "سیرت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کے عنوانات پر تقاریر کیں۔ مزید برآں ہمارے غیر ملکی احباب مکرم ڈاکٹر عبد الہادی کیوسی آف مغربی جرمنی۔ محترم الحاج ابوبکر صاحب آف نائیجیریا۔ محترم عبد العزیز صاحب ڈاہمن آف ہالینڈ اور مسٹر آدم صاحب آف تنزانیہ (مشرقی افریقہ) نے بھی اپنے قبول حق کی داستانوں کے ساتھ ساتھ اپنے اپنے ممالک میں جماعت احمدیہ کی کامیاب تبلیغی سرگرمیوں کا دلچسپ پیرایہ میں ذکر کیا۔

جلسہ سالانہ کا تیسرا دن

۲۸ر دسمبر کو جلسہ سالانہ کا تیسرا اور آخری دن تھا۔ اس دن کے پہلے اجلاس کی کارروائی ٹھیک ½۹ بجے زیر صدارت محترم مرزا عبد الحق صاحب امیر صوبائی آغاز پذیر ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد محترم مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی۔ محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد اور محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظر ارشاد وقف جدید نے علی الترتیب غلبۂ اسلام کے متعلق پیشگوئیاں۔ "وحی و الہام کے متعلق اسلامی نظریہ" اور "حضرت مسیح موعود کی خدمت قرآن" کے عنوانات پر پُرجوش تقاریر کیں۔

ظہر و عصر کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد ٹھیک ڈیڑھ بجے بوقت دوپہر جلسہ سالانہ کا آخری اجلاس حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ

کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا بصیرت افروز خطاب ارشاد فرمایا۔ حضور پُرنور کی اس ایمان افروز تقریر کا اصل موضوع شرف انسانیت تھا۔ جس کے تعلق سے حضور نے پُرمعارف نکات بیان فرمائے۔ دوران تقریر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بابرکت مغربی افریقہ کے ان پانچ ممالک کا ذکر فرمایا جن کا حضور حال ہی دورہ فرما چکے ہیں۔ حضور پُرنور نے ان ممالک میں قائم کئے جا رہے طبی و تعلیمی مراکز اور ان کے خوشکن نتائج پر بوضاحت روشنی ڈالی۔

حضرت اقدس نے حالیہ ملکی انتخابات میں تشدد پسند اور مذہبی جبر کو روا رکھنے والے عناصر کی عبرتناک ناکامی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ درحقیقت یہ نتائج آئینہ دار ہیں اس امر کے کہ ملک کی وہ نسل جو قیام ملک کے بعد وجود میں آئی ہے اور جنہیں پہلی مرتبہ اپنی رائے کے اظہار کا موقعہ ان انتخابات میں دیا گیا اس نے برملا طور پر بتا دیا ہے کہ ہم ایسے کسی بھی عنصر کو برداشت نہیں کر سکتے جو ہمارے مذہبی امور میں دخل اندازی کرنے اور مذہب کے معاملہ میں جبر و تشدد کو جائز قرار دے۔ نئی نسل کا یہ رجحان انتہائی خوش کن اور امید افزا ہے۔ بہرصورت دنیا کی آئندہ نسل ہماری ہے۔ ہماری سے مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے ہے۔ جسے ہم نے بالآخر خدا اور اس کے رسول کے قدموں میں لا بٹھانا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ذہنوں میں ایک انقلاب رونما ہو رہا ہے اور دل احمدیت کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ حضور نے سفر مغربی افریقہ کے دوران پیش آمدہ ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مغربی اقوام ہمارے دعاوی کو سن کر تعجب کرتی ہیں کہ فی زمانہ بغیر کسی مادی طاقت کے اسلام کیونکر تمام اکناف عالم میں غلبہ حاصل کر سکے گا۔ اسی قسم کے تعجب کا اظہار ایک خاتون نمائندہ اخبار نے حضور کے سامنے کیا اور کہا کہ آپ کس طرح اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ جس کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ تبلیغ کے ذریعہ سے۔ حضور نے مزید فرمایا کہ ہم تبلیغ کریں گے اور تمہارے دلوں کو جیتیں گے۔ اور جب تمہارے دل گرویدہ ہو جائیں گے تب اسلام خود بخود تم پر غالب آ جائے گا۔

حضور نے اس سلسلہ میں جماعت کو مستقبل کی تنظیم نو اور ذمہ داریوں کے لئے ہمہ وقت تیار رہنے کی تلقین فرمائی۔ حضور پُرنور کا یہ بصیرت افروز خطاب تقریباً ۱½ بجے سہ پہر تک جاری رہا۔ آخر میں حضور نے اجتماعی دعا فرمائی اور جلسہ سالانہ کے برخاست ہونے کا اعلان فرمایا۔

حاضرین جلسہ کی تعداد

عام اندازہ کے مطابق امسال جلسہ سالانہ ربوہ میں شمولیت کی سعادت سے بہرہ اندوز ہونے والے خوش نصیب احباب کی تعداد کم و بیش ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔ جبکہ بعض باوثوق ذرائع سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق یہ تعداد ایک لاکھ سے کہیں زیادہ بنتی ہے جس کی تصدیق خود حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے جو حضور نے تیسرے روز کے آخری اجلاس میں فرمایا۔ حضور نے سامعین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت جلسہ گاہ میں کم و بیش ۶۰ ہزار احباب جمع ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس تعداد میں مستورات کی تعداد شامل نہیں۔ اسی طرح جلسہ گاہ سے باہر دفاتر۔ بازاروں۔ مکانوں اور مختلف ڈیوٹیوں پر موجود احباب کی تعداد کسی بھی وقت ۱۵/۲۰ ہزار سے کم نہیں ہوتی۔ مزید برآں روزنامہ الفضل کی رپورٹ کے مطابق امسال ایک وقت میں ۶۸۰۹۵ کس کھانا تیار ہوا جبکہ سابقہ ریکارڈ ۶۶۳۸۰ کس تھا۔ گویا لنگرخانوں میں تیار ہونے والا کھانا گذشتہ سالوں کے مقابلہ پر کم و بیش دو ہزار کس زائد رہا۔ واضح رہے کہ اس تعداد و شمار میں ان مہمانوں کی تعداد شامل نہیں جو جلسہ سالانہ کے ایام میں کھانے کے لئے پرائیویٹ رہائش گاہوں یا ہوٹلوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ نیز وہ احباب بھی شامل نہیں۔ جو ربوہ کے قریب کی جماعتوں مثلاً چنیوٹ۔ لائلپور اور سرگودھا وغیرہ سے روزانہ اپنی ذاتی موٹر کاروں میں آتے اور شام کو واپس جاتے رہے۔

جدید اقدامات

جماعت کی دن بدن بڑھ رہی تعداد اور گذشتہ سالوں میں پیش آمدہ بعض پیچیدگیوں کے پیش نظر امسال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر روٹیاں تیار کرنے کے لئے بے شمار تنوروں کے علاوہ "جدید" مشینوں اور خودکار بڑی مشین کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ یہ مشین تقریباً اسی ہزار روپے کی لاگت سے بنائی گئی ہے جو چلتی تو بجلی سے ہے جبکہ روٹیوں کے لئے ایندھن کا کام سوئی گیس سے لیا جاتا ہے۔ منتظمین لنگرخانہ نے بتایا کہ گو یہ مشین ابتدائی مرحلہ میں ہے جس میں ابھی ترقی کی کافی گنجائش ہے۔ آئندہ ایسی مشینوں کی فراہمی کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ جو کلیتاً خودکار ہوں اور ان کے ذریعہ روٹیوں کے پکانے کی تعداد میں مزید اضافہ ہو سکے۔ سردست ہر مشین فی گھنٹہ ساڑھے سات صد روٹیاں تیار کرتی ہے جس سے انتظام میں فی الحال خاطر خواہ سہولیات مل رہی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ سے ملاقات

قادیان اور جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا پروگرام مورخہ ۲۹ دسمبر کو بوقت دوپہر مقرر تھا۔ ٹھیک وقت پر تمام احباب قصر خلافت میں پہنچ گئے۔ انتظام کی سہولت کے پیش نظر قادیان اور دیگر جماعتوں کے احباب کی دو علیحدہ علیحدہ لائنیں بنائی گئی تھیں۔ سب سے پہلے قادیان کے احباب کو حضور کی ملاقات کا موقعہ دیا گیا۔ بعد ازاں ہندوستان کی مختلف جماعتوں کے احباب نے شرف زیارت و ملاقات حاصل کیا۔ ملاقات کے دوران محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور مکرم چوہدری سعید احمد صاحب امیر قافلہ حضور پُرنور سے فرداً فرداً ہر دوست کا تعارف کراتے رہے۔ وقت چونکہ پہلے ہی بہت ہو گیا تھا۔ نیز نماز ظہر کے لئے بھی بہت کم وقت رہ گیا تھا۔ اسلئے حضور نے فرمایا کہ انشاء اللہ کسی اور موقعہ پر ایک ساتھ بیٹھنے اور باتیں کرنے کا موقعہ ملے گا جس پر تمام احباب خوش و خرم واپس لوٹ آئے۔

مورخہ ۳۰ دسمبر کو حضور پُرنور نے قادیان اور ہندوستان کی مختلف جماعتوں سے آنے والی مستورات کو شرف زیارت بخشا اور انہیں قیمتی نصائح سے نوازا۔

دعوت طعام

حسب سابق امسال بھی حضور پُرنور نے از راہ لطف و کرم جملہ افراد قافلہ اور احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو دوپہر کے کھانے پر مدعو فرمایا۔ اس موقعہ پر صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید انجمن احمدیہ اور وقف جدید انجمن احمدیہ کے چیدہ چیدہ ناظران و وکلاء صاحبان کے علاوہ خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض نمائندگان اور چند دیگر بزرگان سلسلہ بھی مدعو تھے۔ احباب کو نہ صرف حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں کھانا تناول کرنے کا شرف حاصل ہوا بلکہ حضور کے تبرک سے بھی مستفیض ہونے کی سعادت ملی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مستورات کے لئے اندرون خانہ علیحدہ انتظام کیا گیا تھا جس میں محترمہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کے علاوہ خاندان مسیح پاک کی بعض خواتین مبارکہ بھی رونق افروز تھیں۔

کھانے سے فراغت کے بعد حضور پُرنور نے پُرسوز اجتماعی دعا فرمائی اور یوں یہ سراسر بابرکت محفل بخیر و خوبی برخاست ہوئی۔ اس موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے حضور پُرنور کی اجازت و منظوری سے یہ اعلان فرمایا کہ بعد نماز عصر مسجد مبارک میں حضور پُرنور کی معیت میں گروپ فوٹو لینے کا انتظام کیا گیا ہے۔ لہٰذا نماز عصر سے فراغت کے بعد احباب مسجد میں ٹھہرے رہیں۔

گروپ فوٹوز

حسب اعلان بعد نماز عصر تمام درویشان قادیان اور احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان مسجد میں ٹھہرے رہے۔ منتظمین نے مسجد مبارک کے تمام دروازے اندر سے بند کر دیئے۔ گروپ فوٹوز کے لئے طے پایا کہ ہندوستان کے مختلف صوبوں سے آنے والے احباب کے علیحدہ علیحدہ گروپ فوٹوز لئے جائیں۔ نیز قادیان کے احباب کو بھی مختلف گروپوں میں تقسیم کر کے انکے بھی علیحدہ علیحدہ فوٹو لئے جائیں۔ چنانچہ مکرم چوہدری بدرالدین صاحب عامل جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل کے زیر انتظام احباب کی گروپ بندی کی گئی اور یکے بعد دیگرے مسجد مبارک کے صحن میں تمام فوٹو لئے گئے اور اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ذاتی کیمرے سے محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے بھی گروپ فوٹو لئے۔ اور اسی موقعہ پر ان فوٹوؤں کی کاپیاں احباب کو دی گئیں۔

گروپ فوٹوز کے بعد حضور پُرنور نے ایک مرتبہ پھر تمام احباب کو فرداً فرداً شرف مصافحہ و معانقہ عطا فرمایا۔ اور اس طرح یہ بابرکت صحبت عصر کی نماز کے معاً بعد سے لیکر مغرب کی اذان تک جاری رہی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خطبہ جمعہ

مورخہ یکم جنوری کو جمعۃ المبارک تھا۔ الحمد للہ ان مختصر ترین مگر از حد بابرکت ایام میں احباب کو حضرت اقدس کی اقتدا میں پنجگانہ نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ حضور کے دو خطبات سننے اور حضور کی قیادت میں جمعۃ المبارک کی دو نمازیں ادا کرنے کی بھی توفیق ملی۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نیا سال شروع ہونے پر احباب کو ان دعاؤں سے نوازا کہ نیا سال آپ سب کو مبارک ہو۔ نیا سال محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سب غلاموں کو مبارک ہو۔ نیا سال انسانیت کو مبارک ہو۔

حضور نے فرمایا کہ نیا سال ایک عید کے دن سے شروع ہو رہا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم نے جمعہ کو بھی عید قرار دیا ہے۔ جمعہ ہمیں اجتماعی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ دعا ہے کہ یہ سال اپنے فرائض کی ادائیگی کے لحاظ سے صحیح معنوں میں ہمارے لئے مبارک ہو تاکہ ہم نئے سال میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور پیار کے پہلے سے بھی بڑھ کر حسین جلوے دیکھیں۔ آمین۔

آخری ساعتیں

یکم جنوری کا دن سب افراد قافلہ کے لئے بے حد مصروفیات اور تگ و دو کا دن تھا کیونکہ اسی روز بوقت شب قافلہ کی واپسی تھی۔ تمام احباب اپنے اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب سے آخری ملاقات کرنے میں مصروف تھے۔ ایک عجیب سی اداسی تھی جو تمام ماحول کو اپنے دامن میں سمیٹے ہر کسی کو جدائی کا احساس دلا رہی تھی۔

(باقی صفحہ پر)

توسیعِ مسجد احمدیہ یادگیر کا سنگِ بنیاد

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی بشارت احمد صاحب مبلغ یادگیر

مسجد کی اہمیت

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
"مَنْ بَنَی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ"

کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد تعمیر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔ اس حدیث سے تعمیرِ مسجد کی اہمیت واضح ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے گھر کی تعمیر کرنے والے حقیقت میں جنت میں جگہ پاتے ہیں۔

جماعت احمدیہ یادگیر کے بانی حضرت سیٹھ حسن رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ نے ۱۹۲۵ء میں مسجد احمدیہ یادگیر کی تکمیل کی اور اس کے بعد آپ عازم حج ہوئے اور وہیں وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مذکورہ بالا حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ کی آرامگاہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب میں بنا کر ثابت کر دکھایا کہ جو لوگ حقیقت میں ایمان رکھتے اور محض خدا تعالیٰ کے لئے اپنے اموال خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کس طرح انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حقیقی اولاد میں بھی آپ کے جیسے اوصاف ودیعت کئے ہیں جو ہر موقع پر معیاری قربانیوں کا نمونہ دکھاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کسی شاعر نے زندہ قوموں کی مثال دیتے ہوئے کیا خوب کہا تھا ؎

اِذَا سَیِّدٌ مِنَّا خَلَا قَامَ سَیِّدٌ
قَؤُولٌ لِمَا قَالَ الْکِرَامُ فَعُوْلٗ

ہم ایسی قوم ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی سردار فوت ہو جاتا ہے تو ہم ماندہ نہیں ہوتے بلکہ ہم وہی کرتے ہیں جو بزرگ کیا کرتے تھے یہ نظارہ آج جماعت احمدیہ کے ہر فرد میں پایا جاتا ہے اس وقت آپؓ کے فرزند محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر جو جماعت کی شاندار طریقے سے قیادت فرما رہے ہیں آپ نے جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیشِ نظر مسجد احمدیہ یادگیر کے وسیع کرنے کا پروگرام جماعت کے سامنے رکھا متفقہ طور پر توسیع مسجد کے لئے پچھتر ہزار روپے کا اسٹیمیٹ بنایا گیا جو جملہ احباب خاندان نے بخوشی قبول کیا اللہ تعالیٰ اس قربانی کو قبول فرمائے آمین۔

سنگِ بنیاد

مورخہ ۲۶ رمضان المبارک ساڑھے پانچ بجے شام توسیع مسجد کے سنگِ بنیاد کی تقریب عمل میں آئی اس موقعہ پر معززین کثیر تعداد میں شریک ہوئے بنیادی پتھر [illegible] ترتیب سے سامنے رکھے ہوئے تھے سب سے پہلے محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت نے پتھر نصب کیا اس وقت نعرۂ تکبیر اسلام زندہ باد احمدیت زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے فضا گونج اٹھی اس کے بعد محترم سیٹھ اسمٰعیل صاحب اور خاکسار بشارت احمد مبلغ یادگیر اور مکرم سیٹھ محمد نعمت اللہ صاحب اور مکرم سیٹھ محمد [illegible] صاحب نے یکے بعد دیگرے بنیادی پتھر نصب کئے آخر میں محترمہ [illegible] صاحبہ اور محترمہ اہلیہ صاحبہ محترم حضرت سیٹھ حسن رضی اللہ عنہ اسی طرح سیٹھ [illegible] صاحب کی بڑی [illegible] اور سیٹھ سید الحی صاحب مرحوم کی اہلیہ صاحبہ نے بنیاد کا پتھر نصب کیا اس دوران [illegible] حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تعمیرِ کعبہ کے وقت کی دعائیں [illegible] سے پڑھی جا رہی تھیں اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس توسیع کو جماعت کے لئے برکتوں اور مزید ترقیات کا موجب بنائے آمین۔

افطاری

محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر نے آخری تین روز وسیع پیمانہ پر جملہ احباب کے لئے افطاری کا انتظام کیا جس میں آٹھ نو سو کے قریب افراد روزانہ شریک ہوتے رہے اور رات بھر مسجد میں ذکر و اذکار میں مشغول رہے مورخہ ۲۷ رمضان المبارک کو نو بجے تا بارہ بجے شب تقاریر کا پروگرام رہا محترم سیٹھ صاحب کی صدارت میں محترم شریف احمد صاحب امینی اور خاکسار بشارت احمد مبلغ یادگیر اور مکرم سیٹھ محمد رفعت اللہ صاحب غوری نے مختلف موضوعات پر تقاریر کیں آخر میں محترم صدر صاحب نے تقاریر پر تبصرہ فرماتے ہوئے جملہ احباب کو کثرت سے ذکر و اذکار اور اپنے اندر صحابہؓ کی حقیقی روح پیدا کرنے کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔

اجتماعی دعا

مورخہ ۲۹ رمضان المبارک کو پونے چار بجے شب مسجد میں علی الصبح اجتماعی دعا کرائی گئی محترم امیر صاحب نے اس موقعہ پر احمدی احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج جماعت احمدیہ یادگیر کی تاریخ کا نیا باب شروع ہوتا ہے اس نئے باب کے ساتھ آج ہم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کریں اور مستحکم سے مستحکم تر کرتے چلے جائیں اور جس طرح ہم سے جو کوتاہیاں سرزد ہوئیں ہم اپنے عملِ پیہم کے ذریعہ انہیں دور کریں۔ ہم نے آج تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے جماعت کی نصرت و تائید کے بے شمار نشانات دیکھے ہیں۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی دیکھتے چلے جائیں گے۔ آخر میں آپ نے مسجد کی توسیع کے اخراجات جو کہ پچھتر ہزار کے ہیں کا ذکر کرتے ہوئے [illegible] زیادہ تر ذمہ داری خاندان [illegible] سیٹھ [illegible]

[illegible] جو انہوں نے [illegible]
[illegible]
نوا [illegible]
[illegible]
بھی اور [illegible]
انہیں [illegible] کی آواز [illegible]
یوں [illegible] اتھا [illegible]
سے فرشتے اتر کر صف [illegible]
ہیں۔
[illegible]
ہے اللہ تعالیٰ [illegible]
احمدیہ [illegible]
عمل میں آئے [illegible] تو [illegible]
(امین)

مجالسِ خدام الاحمدیہ کشمیر کا مشترکہ اجلاس

مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۷۰ء بروز اتوار مسجد احمدیہ بٹہ مالنہ سرینگر میں پروفیشل [illegible] خدام صوبہ کشمیر کا ایک اجلاس زیرِ صدارت ڈاکٹر محمود احمد صاحب ایم [illegible] قائد مجالس خدام الاحمدیہ صوبہ کشمیر منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن کریم مولانا مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ انچارج [illegible] نہایت خوش الحانی سے کی۔

تلاوت و نظم کے بعد سب سے پہلی تقریر مکرم ڈاکٹر عبدالرشید صاحب نے صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے عنوان پر کی آپ نے نہایت مدلل پیرایہ میں اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اس کے بعد خاکسار نے اپنی تقریر حدیث نبوی "مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ" سے شروع کی اور کہا کہ زمانہ زور زور سے مہدی کے وقت کو پکار رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے اصولوں پر کاربند رہنا چاہیئے۔ تا ہم اپنے آپ کو اقوامِ عالم کے سامنے مندرجہ بالا حدیث کے مصداق ثابت کر سکیں۔ اس کے بعد ڈاکٹر محمد اقبال صاحب نے دوستوں کو تلقین کی کہ ہم نے جو صوبائی تنظیم قائم کی ہے۔ دوستوں کو سچے دل سے تنظیم کو مضبوط بنانا چاہیئے ہماری تنظیم خالص روحانی تنظیم ہے۔ خدا تعالیٰ ہماری مدد کرے۔

بعدہٗ محترم [illegible] احمد صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ سرینگر جو ایک بہت بڑا شہر ہے اور ریاست کا مرکز ہونے کی حیثیت سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ہم پر بہت سی ذمہ داریاں عاید کرتا ہے۔ ہم خدا کی راہ میں کھڑے ہوئے ہیں ہمیں ہمت سے کام لینا چاہیئے اور خدا کے ساتھ کئے ہوئے وعدوں پر کاربند رہنا چاہیئے۔

اس کے بعد محترم رفیق احمد صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر سے زندہ خدا، زندہ نبی اور زندہ کتاب کو پیش کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم میں سے بہت سے سرکاری عہدوں پر فائز ہیں مگر خدا کی راہ میں مردود ہو کر کام کرتے ہیں۔ یہی چیز مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی سب سے واضح دلیل ہے۔

ازاں بعد مکرم شکیل احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصولوں پر چلنے کی تلقین کی اور فرمایا کہ احمدیت حقیقی اسلام ہے۔ ہمیں عمل سے سب کچھ ثابت کرنا چاہیئے۔ آپ نے بزرگوں کی قربانیوں کا ذکر کیا کہ موجودہ زمانے میں بھی صرف خدا کی راہ میں قربانی دیکر ہی اسلام کو زندہ کیا جا سکتا ہے۔ آخری تقریر صاحب صدر کی تھی آپ نے کہا تاریخ گواہ ہے کہ کسی بھی رسول کے پاس کوئی جنگی سامان نہ تھا صرف خدا کا نام تھا۔ اور اس کی ذات پر کامل بھروسہ تھا انہوں نے کیسے بڑے بڑے بادشاہوں کو مغلوب کیا۔ موجودہ دور میں عیسائیت کو جو طاقت حاصل تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ عین وقت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(باقی دیکھیں صفحہ پر)

مجاہدین تحریک جدید

عہدیداران جماعت کی خاص توجہ کیلئے

سیدنا [illegible] المولود رضی [illegible] سے کئی سال قبل کا ایک بیوری
سنہ [illegible] بیان فرمودہ [illegible] درج ذیل ہے۔

اس سال کے پروگرام میں میں نے دکھ [illegible] بات پیش کی تھی کہ اس سال تحریک جدید کو [illegible] جائے جماعت کا ہر فرد [illegible] [illegible] ورت ہو یا مرد تحریک جدید میں حصہ اور اس کی یہی صورت میں نے پیش کی تھی اس میں کوئی مشکل نہیں اور وہ یہ ہے کہ تحریک جدید میں کم سے کم ۵/ روپیہ دیکر ہر شخص شامل ہو سکتا ہے۔ (اب کم از کم [illegible] کے لئے ضروری ہیں اور [illegible] ضروری نہیں کہ ہر حصہ دینے والا [illegible] اگر کوئی ایک روپیہ [illegible] پانچ آدمی [illegible] ایک آدمی کے طور پر پانچ [illegible] اگر فرض کرو دس ایک ایک روپیہ بھی نہیں دے سکتے تو آٹھ آٹھ آنے دے سکتے ہیں تو دس آدمی ملکر ایک آدمی کے وجود کے طور پر پانچ روپیہ وعدہ لکھوا دیں بہر حال ایک دفعہ یہ کوشش کی جائے کہ جماعت کا کوئی فرد تحریک جدید سے باہر نہ رہ جائے اگر ہم اس سال ایسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو میرا وسیع تجربہ ہے کہ جب بھی کوئی شخص نیکی کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو اسے بعد میں اسے پھیلانے کا موقعہ ملتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ جو لوگ پانچ پانچ روپیہ دیکر تحریک جدید میں شروع میں شامل ہوئے تھے۔ انہوں نے اس دور کو چار چار سو پانچ پانچ سو پر ختم کیا ہے۔ جب میں کہتا ہوں کہ جماعت کا ہر فرد ایک ایک روپیہ یا آٹھ آٹھ آنے دیکر تحریک جدید میں شامل ہو جائے تو میں جانتا ہوں کہ وہ ایک جگہ پر کھڑے نہیں ہونگے بلکہ یہ ایک روپیہ یا آٹھ آنے انہیں گھسیٹ کر آگے لے جائیں گے اور وہ اس ایک روپیہ یا آٹھ آنے سے دو سو یا پانچ سو یا ہزار روپیہ تک لے جائیں گے۔"

امید ہے کہ احباب اور عہدیداران آج بھی حضور رضی کے اس ارشاد پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور کوئی فرد بھی جماعت کا ایسا نہ رہ جائے گا جو تحریک جدید کے جہاد میں حصہ لینے سے محروم رہے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

نئے انتخابات

جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۳ء تک تین سال کے لئے عہدیداران جماعت کا انتخاب کرا کر نظارت ہذا کو بھجوائے جائیں۔ منتخب ہونے والا کوئی عہدیدار بقایا دار نہ ہو جملہ جماعتوں کے نام قواعد انتخاب کی کاپیاں بھجوائی ہوئی ہیں اگر کسی جماعت کو "قواعد درباره انتخاب عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ" کی مزید کاپیاں درکار ہوں تو طلب کرنے پر بھجوائی جا سکیں گی۔

ناظر اعلیٰ قادیان

مجالس خدام الاحمدیہ کشمیر کا مشترکہ اجلاس

بقیہ صفحہ ۹

تشریف لائے اور آپ نے عیسائیت کا مقابلہ کیا آپ نے کہا کیا وہ تمام پیشگوئیاں جو آخری زمانے کے متعلق تھیں نظر آ رہی ہیں الحمدللہ آخر پر حضرت مولوی صاحب نے دعا کرائی اور جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ خاکسار عبدالمجید احمدی پراونشل جنرل سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ صوبہ کشمیر (سرینگر)

دورانِ سال جلسے و یوم التبلیغ منانے کا پروگرام

ہر سال مرکز کے زیر اہتمام دوران سال میں جماعتیں مندرجہ ذیل تفصیل سے جلسے اور یوم التبلیغ منایا کرتی ہیں۔ امسال ۱۳۵۰ ہجری شمسی بمطابق ۱۹۷۱ء میں جلسوں و یوم التبلیغ منانے کے لئے بھی عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ و مبلغین کرام سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ پروگرام کے مطابق اپنی اپنی جماعتوں میں ان تاریخوں پر جلسے منعقد کریں اور یوم التبلیغ بھی منائیں اور کارگزاری کی رپورٹیں نظارت ہذا میں بھجوائی جائیں۔

مبلغین کرام اس پروگرام کو نوٹ فرمالیں اور اس کے مطابق پوری توجہ سے عمل کریں

(۱) جلسہ یوم مصلح موعودؓ	۲۰ تبلیغ بمطابق ۲۰ فروری ۱۹۷۱ء بروز ہفتہ
(۲) یوم مسیح موعودؑ	۲۲ امان بمطابق ۲۲ مارچ ۱۹۷۱ء بروز پیر
(۳) ,, پیشوایان مذاہب	۱۱ شہادت بمطابق ۱۱ اپریل ۱۹۷۱ء ,, اتوار
(۴) سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۸ ہجرت بمطابق ۸ مئی ۱۹۷۱ء بروز ہفتہ
(۵) یوم خلافت	۲۷ ہجرت بمطابق ۲۷ مئی ۱۹۷۱ء بروز [illegible]
(۶) امتحان کتب سلسلہ	۳ اخاء بمطابق ۳ اکتوبر ۱۹۷۱ء بروز اتوار
	امتحان جون کسی ایک اتوار کو
یوم التبلیغ سال میں دو بار	۱۷ اخاء ۱۷ اکتوبر بروز اتوار

ناظر دعوة و تبلیغ قادیان

بقیہ صفحہ ۸

دار الضیافت کی طرف سے دعوت کا اہتمام

اسی روز دار الضیافت کی جانب سے جملہ احباب قافلہ کے لئے دوپہر کو پرتکلف کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جو تمام احباب کو ان کے [illegible] کمروں میں [illegible]

قافلہ کی واپسی

غروب آفتاب کے [illegible] ٹرکوں کے ذریعہ تمام احباب کا سامان ریلوے سٹیشن پر پہنچایا گیا۔ یہاں پہلے ہی سے دو ریلوے بوگیاں قافلہ کے لئے مخصوص تھیں۔ اس موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بھی شدید سردی کے باوجود تقریباً پونے تین بجے تک ریلوے کے سٹیشن پر بدولت افروز رہے۔ تقریباً اڑھائی بجے بوقت شب ماڑی انڈس ایکسپریس ریلوے پہنچی جس کے ساتھ دو قافلہ ریلوے بوگیاں لگا دی گئیں۔ ۲ بج کر ۴۰ منٹ پر گاڑی نے حرکت کی جس کے [illegible] تمام پر موجود احباب کے فلک شگاف نعروں سے فضا معمور ہو گئی۔ اس مقدس بستی کو چھوڑتے ہوئے ہر دل اداس اور مغموم تھا۔ مگر قوانین ملک کے ماتحت ہر کوئی مجبور و بے بس تھا۔

ماڑی ایکسپریس ۲۰ جنوری کو بوقت ۱۰ بجے صبح لاہور پہنچی جہاں سے ہمارے ڈبوں کو ننکانہ کی گاڑی میں لگا دیا گیا۔ گاڑی ٹھیک ۱۲ بجے ننکانہ سٹیشن پر پہنچی۔ ننکانہ کی جماعت نے قافلہ کے استقبال اور دوپہر کے پرتکلف کھانے و چائے کا پہلے سے انتظام کر رکھا تھا۔ مقامی عہدیداران اور منتظمین کے علاوہ دوسرے خدام اور ناصرات نے اس موقعہ پر اخلاص و محبت کا جو نمونہ پیش کیا اسے دیکھ کر بے ساختہ دل کی گہرائیوں سے ان کے لئے دعا نکلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص و قربانی میں بے پناہ برکت ڈالے اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

کھانے سے فراغت کے بعد قافلہ چار بسوں کے ذریعہ ننکانہ سے شیخوپورہ کی طرف روانہ ہوا اور تقریباً اڑھائی بجے بارڈر پر پہنچ گیا اس مرتبہ بھی بارڈر کے عملہ نے قافلہ کو جلد از جلد فارغ کرنے کی کوشش کی جس کے لئے ہم ان کے ممنون ہیں۔

ہندوستانی بارڈر پر محترم چوہدری فیض احمد صاحب اور مکرم مولوی برکت علی صاحب انعام پہلے سے ہی کرایہ کی تین بسیں لے کر پہنچے ہوئے تھے بارڈر کی [illegible] سے فراغت کے بعد ہماری بسیں تقریباً پونے چھ بجے قادیان کے لئے روانہ ہوئیں۔ اور ٹھیک ساڑھے ۱۱ بجے بفضل خدا بخیریت دار الامان میں وارد ہوئیں۔ ذالک فضل اللہ الحمد للہ علی ذالک

الحمد للہ کہ احباب قافلہ نے اس بابرکت سفر میں آسمانی افضال اور رحمتوں کو چشم خود نازل ہوتے دیکھا۔ انہیں نوافل و ذکر الٰہی اور دعا کے خصوصی مواقع میسر آئے اور انہوں نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق ان آسمانی برکتوں سے حصہ پایا۔ اس جہت سے یہ تمام سفر ایک ایسا نقش ہے جو ہر فرد قافلہ کے ذہن پر تازہ و مستحکم رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اعلان دعا

خاکسار کے خسر محترم جناب بابو عبدالرزاق صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ گونڈہ یوپی بعارضہ فالج ایک عرصہ سے صاحب فراش ہیں احباب جماعت و بزرگان سے شفاء کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: بشیر احمد طاہر معلم مدرسہ احمدیہ قادیان

منقولات

مذہبی قیادت بے اثر کیوں ؟

مولانا اخلاق حسین قاسمی

نوٹ :- اس ضمن میں ہمارا مقالہ صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیے ! ——— ایڈیٹر

مسلم ملکوں میں مسلمانوں کی مذہبی قیادت دن بدن بے اثر اور کمزور ہوتی جارہی ہے ۔ اور مسلم عوام اس کی گرفت سے برابر نکلتے جارہے ہیں ۔ اور اس کا احساس دنیا کو اس وقت ہوتا ہے جب مذہبی قائدین کو عوامی رائے کے مقابلہ میں براہِ راست شکست کا منہ دیکھنا پڑتا ہے ۔

اس کا سبب کیا ہے ؟ ——— کیا اسلام اپنا اثر کھوتا جارہا ہے ۔ کیا اسلام میں آج کی مشکلات سے اپنے ماننے والوں کو نجات دلانے کی صلاحیت نہیں ہے ؟

اس کا جواب قطعاً نفی میں دیا جاسکتا ہے ۔ اور پوری بصیرت کے ساتھ یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام ہر دَور میں ہر طبقہ کی تمام مادی اور روحانی مشکلات کا کامیاب حل اپنے پاس رکھتا ہے ۔

پھر اس کی وجہ کیا ہے کہ عام مسلمان اسلامی دنیا کے ہر خطہ میں اسلام کے علم برداروں کے اثر واقتدار سے آزاد ہوتے جارہے ہیں ۔ یا آزاد ہونے کے لئے بے چین اور مضطرب ہیں ۔

اس کا جواب ایک اور صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ آج جو طبقہ مذہبی رہنمائی کے منصب پر فائز ہے ان میں اکثریت ایسے قائدین کی ہے جو یا تو اسلام کی مکمل بصیرت سے محروم ہیں یا جانتے بوجھتے مسلم عوام کی موجودہ مشکلات میں ان کی رہنمائی اور مدد کرنے سے گریز کرتے ہیں ۔

اس لئے مسلم عوام کی بیزاری اسلام کی طرف سے نہیں ، مذہب کے ان علم برداروں کی جانب سے ہے جو حالات اور ضرورت کے شعور اور رہنمائی کی ہمت اور طاقت سے محروم ہوچکے ہیں ۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام اپنے دَور کی ایک ضرورت بن کر ابھرا تھا ۔ اس دَور کے عوام جن جن رُوحانی اور مادی مشکلات میں پھنسے ہوئے تھے ، اسلام اور قائدینِ اسلام نے ان مشکلات میں عوام کی بھرپُور کامیاب رہنمائی کی تھی ۔ اور عملی طور پر ان مشکلات میں مظلوم عوام کی مدد کرنے میں حوصلہ دکھایا تھا ۔ اور جان ومال کی قربانیاں پیش کی تھیں ۔

شرک اور توہم پرستی ایک ذہنی غلامی تھی ۔ توحید کے عقیدہ نے اس عقیدہ سے نجات دلائی تھی ، عوام کا بڑا طبقہ سماجی اور معاشرتی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہُوا تھا ۔ اسلام نے مساوات اور عظمتِ آدم کا تصور دے کر غلامی کی ان زنجیروں کو توڑا تھا ۔ اور ہر انسان کو علم وعمل کے میدانوں میں مکمل آزادی عطا کر دی تھی ۔

اِسی طرح اسلام آج بھی وقت کی ناقابلِ انکار ضرورت ہے ۔ آج کا انسان اقتصادی غلامی میں تڑپ رہا ہے ۔ سماجی اور معاشرتی رسموں میں جکڑا ہُوا ہے ۔

اِن زنجیروں سے آزاد کرانے کے لئے اسلام اپنے پاس ایک زندہ پیغام اور قابلِ عمل دستور رکھتا ہے ۔ لیکن اسے بروئے کار لانے کے اسلام کے پاس وہ مذہبی قیادت نہیں ہے جو موجودہ عہد کے علمی اور عملی وسائل سے آراستہ ہو ، وہ مذہبی قائدین اسلام کو حاصل نہیں ہیں جو اقتصادی آقاؤں اور سماجی فرعونوں سے پنجہ آزمائی کے لئے قربانی کا جذبہ اپنے اندر رکھتے ہوں ۔

آج اگر کوئی بہادر اٹھتا ہے تو وہ وقت کے نہایت غیر اہم مسائل میں علمی اور عملی بہادری کے جوہر دکھانے شروع کر دیتا ہے ۔ اور عبادات وعقائد کے جزوی اختلافات پر قلم اور خطابت کے جوہر دکھا کر محروم علم عوام سے اپنی قیادت اور مشیخیت کا لوہا منوانے کی کوشش کرتا ہے ۔ حالانکہ آج کا اہم مسئلہ آمین ، قیام ، علم غیب ، مزارات اور ان پر پھول اور چادریں ——— نہیں ہے ۔ بلکہ آج جن مشکلات نے مسلم عوام کو بے چین کر رکھا ہے ۔ وہ اقتصادی غلامی اور سماجی رسموں کی وہ سختیاں ہیں جن کی وجہ سے مسلم عوام نہ تو روٹی کپڑے ، رہائش اور علاج کی ضرورتوں سے نجات پاتے ہیں اور نہ علم وعمل کے میدانوں میں اپنے بچوں کو آگے بڑھا سکتے ہیں ۔

مسلم حلقوں سے باہر کی بات تو جانے دیجئے پہلے خود اپنے مسلمان طبقوں کے اندر کی بات کو لیجئے ۔

مسلمان عوام ، مزدور ، کاریگر اور محنت کش کس طرح اپنے ہم مذہب اقتصادی آقاؤں کی بے توجہی اور زیادتیوں کا شکار ہو رہا ہے ؟

کیا مسلمانوں کے مذہبی قائدین کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ مسلمان مال داروں ، کارخانہ داروں ، جاگیرداروں ، اور بادشاہوں کو ان اسلامی ہدایات پر عمل کرنے کی ترغیب دیں ، جن ہدایات میں اسلام نے محنت کاروں کو ان کی ضرورت کے مطابق اجرت دینے اور ان کی محنت کا پُورا پُورا حق دینے کی تلقین کی ہے ۔

سالانہ زکوٰۃ ، مذہبی نذرانے اور مدرسوں اور مسجدوں کے لئے چندہ کی رقمیں لے کر مذہبی دیوانوں سے اصحاب ثروت مسلمانوں کو مغفرت اور بخشش کے سرٹیفکٹ عطا کر دیئے جاتے ہیں ، صوم وصلوٰۃ کی نفلی عبادات اور ذکر وشغل کے اعمال پر جنت کی بشارتوں سے ان اصحاب ثروت نیاز مندوں کو بزرگوں کی جناب سے مطمئن کر دیا جاتا ہے ۔

لیکن رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی بار بار اور بیٹھتے اٹھتے انہیں نہیں سنایا جاتا کہ آپ نے فرمایا میں قیامت کے دن تین شخصوں سے جھگڑا کروں گا اور اس جھگڑے میں انہیں شکست دے کر چھوڑوں گا ، جن میں سے ایک وہ (مل مالک ، کارخانہ دار اور زمین دار) شخص ہے جو کسی مزدور سے کام تو پورا پورا لے ، مگر اس کی محنت کا پورا پورا حق ادا نہ کرے

استوفی منہ ولم یوفہ

سرورِ عالم نے یہ وعید اور یہ تنبیہہ صرف حدیث کی کتابوں میں بند رکھنے کے لئے نہیں سنائی ، بلکہ اس لئے سُنائی کہ آپ کے جانشین علماء ومشائخ ، اصحابِ ثروت اور خوش حال مسلمانوں تک اسے پہنچاتے رہیں صرف روزہ نماز کی بشارتوں اور وعیدوں پر ہی اپنی تمام تر توجہ مرکوز نہ رکھیں ۔

پھر اسلام نے اس امر کی بھی پوری وضاحت کر دی کہ زندگی کی ابتدائی ضروریات ، کھانا ، کپڑا ، تعلیم ، علاج اور رہائش میں تمام انسانوں کے حقوق برابر ہیں ۔ اور ان حقوق کی نگرانی کرنا اسلام کے علم برداروں کی بنیادی ذمہ داری ہے ۔

مگر مذہب کے قائدین اور مسلم حکمراں اس ذمہ داری کو چھوڑ بیٹھے ہیں ۔

انفرادی آزادی کی آڑ میں مسلم حکمراں اور اصحاب دولت شاہانہ زندگی گزارتے ہیں ۔ دولت مندی اور فرماں روائی کی نمائش پر پانی کی طرح پیسہ بہاتے ہیں ، حرام تفریحات تو حرام ہی ہیں ، جائز عیش اور عشرت کے کاموں میں بھی اسلام اسراف اور فضول خرچی کو ناجائز قرار دیتا ہے ۔ مگر مذہبی قیادت نے ان مسرفانہ رسموں کی اصلاح کو اپنی جدوجہد سے خارج کر رکھا ہے ۔

حنفی ، شافعی ، بریلوی ، دیوبندی ، شیعہ اور سُنّی نزاعی جزئیات پر ایک دوسرے کے پیچھے پڑے رہتے ہیں ۔ لاکھوں روپیہ قوم سے وصول کر کے انہی غیر ضروری مسائل کی تبلیغ واشاعت پر صرف کرتے ہیں ۔ مگر مسلمانوں کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ، خلفاء راشدین ، اور اہلِ بیت کرام کی سادہ زندگی اور بے تکلف معاشرت کی طرف واپس لانے کے لئے کوئی ٹھوس اور متحدہ اقدام نہیں جاتا ۔

قرآن کریم نے کہا وہ لوگ اپنے وقت کے قارون ہیں جو اپنی صلاحیت اور اپنے علم وہُنر سے کمائی ہوئی دولت میں اپنی آزاد مرضی چلانا چاہتے ہیں اور اپنی کمائی پر اسلام کی اخلاقی پابندیاں قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ ایسے قارون صفت حکمرانوں اور امراء کی کھلی مذمت کرنے اور مسلم معاشرہ میں انہیں عزت کے مقام سے محروم کرنے کی کوشش کسی درجہ میں بھی نہیں کی جاتی ۔

مذہبی قیادت کی اس بے حسی اور پست ہمتی کا نتیجہ کھل کر سامنے آرہا ہے ، وہ بے دین طاقتیں جو عوام کی معاشی اور سماجی مشکلات کے لئے عملی جدوجہد کا پروگرام لے کر آگے آتی ہیں ، عوام ان کا خیر مقدم کرتے ہیں ۔

علماء کے وعظ ونصیحت اور جلسوں کا موضوع صرف انفرادی عبادات کے فضائل ، معجزات اور کرامتیں رہ گئی ہیں ۔ ان مجالس میں نہ تو امراء اور اونچے طبقہ کو اصلاح اور ایثار کا پیغام دیا جاتا ہے اور نہ عوام کو محنت ، تجارت اور صنعت وحرفت کی ضرورت ، اہمیت اور فضیلت پر اسلامی ہدایات سے واقف کیا جاتا ہے ۔

ہم اپنے آپ کو رسول پاک کا وارث اور جانشین سمجھتے ہیں ۔ لیکن ہماری پُوری علمی اور تبلیغی کاوش مسجد کی زندگی پر صرف ہوتی ہے حالانکہ سرورِ عالم نماز کے وقت مسجد میں امامت فرماتے تھے اور کاروبار کے اوقات میں مسلمانوں کی تجارت کی نگرانی فرماتے تھے ۔ غلہ کے ڈھیروں میں ہاتھ ڈال کر دیکھتے تھے کہ غلّہ اندر سے گیلا تو نہیں ہے ۔

آپ بے روزگاروں کے لئے روزگار مہیا کرنے پر بھی توجہ دیتے تھے ۔ اور اپنے دست مبارک سے لکڑیاں کاٹنے کے لئے کلہاڑی میں دستہ لگا کر مرحمت فرماتے تھے ۔

حضرت عثمان غنی اور عبدالرحمٰن ابن عوف اور ابو طلحہ جیسے تاجروں کو تجارت کی فضیلت بتا کر انہیں تجارت میں مشغول رکھتے تھے اور پھر تجارت سے حاصل شدہ دولت کو عوام کی اجتماعی ضرورتوں پر صرف کرنے کے اجر وثواب سے آگاہ فرماتے تھے ۔

ہماری مذہبی قیادت نے اپنی ادھوری اور ناقص قیادت سے عوام کو یہ تاثر دے دیا ہے کہ اسلام صرف روزہ اور نماز کا دین ہے ۔ اقتصادی اور سماجی مشکلات کے لئے اسلام کے پاس رہنمائی موجود نہیں ہے ۔

اس تاثر کو دُور کئے بغیر ہم عام مسلمانوں پر مذہب کا پورا پورا اثر قائم نہیں کر سکتے ۔ اور ہمارے موجودہ طرزِ عمل سے مذہب حق کا جو اثر گھٹ رہا ہے اس کی دنیوی اور اخروی ذمہ داری اور مواخذہ سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکتے ۔

(منقول از ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی مجریہ ۲۵ ر دسمبر ۱۹۷۰ء مٹ)

شکریہ اور درخواست دُعا

محترمہ بیگم صاحبہ پروفیسر خان بہادر محمد صاحب مدراس ان سب بھائی بہنوں کا شکریہ ادا کرتی ہے جنہوں نے ان کے شوہر محترم کی وفات پر تاروں اور خطوط کے ذریعہ تعزیت کی ۔ اور ان کے غم میں شریک ہوئے ۔ اور ان کے شوہر مرحوم کے لئے مغفرت کی دُعا فرمائی ۔ چونکہ فرداً فرداً سب خطوط کا جواب نہیں دے سکیں اسلئے بذریعہ اخبار بدر سب کا شکریہ ادا کرتی ہیں نیز اپنے اور اپنے بچوں کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں ۔

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

Where did Jesus die ?
کے تامل ترجمہ کا افتتاح

بقیہ صفحہ ۴

کی صدارت، مکرم پی۔ ایس اسمٰعیل صاحب کی تلاوتِ قرآن مجید کے ساتھ شروع ہوئی۔ سب سے پہلے اس کتاب کے مترجم مکرم حسن ابوبکر صاحب Bsc. B.T. نے اس کتاب کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد مکرم خضر محی الدین صاحب سیکرٹری مال میلا پالیم نے ایک عیسائی پادری بشپ بی سٹیفن نیل (P. Stephen Neil Bishop Bangala High ground Palayam kottai) کو اس کتاب کا سب سے پہلا نسخہ پیش کیا۔

انہوں نے کتاب قبول کرتے ہوئے کہا کہ میں جماعتِ احمدیہ اور اس کی دینی سرگرمیوں کے بارے میں پوری طرح واقف ہوں اور میں اس جماعت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔

بشپ صاحب اس تقریب میں شرکت کے لئے اپنے ہمراہ چند عیسائی ساتھیوں کو بھی لائے تھے۔ تقریب کے آخر میں مکرم محمد ابوبکر صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ دعا کے بعد یہ تقریب خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔ جلسہ کے بعد تمام سامعین کی چائے اور لوازمات سے تواضع کی گئی۔

اس تقریب کی رپورٹ کثیر الاشاعت تامل اخبارات "Dina malar" اور "Malai Murasu" کی اشاعت مورخہ ۲۵ر نومبر میں آچکی ہے۔ نیز اس کتاب کے بارے میں مورخہ ۱۵ر نومبر کے تامل اخبارات Dina Malar اور Dina thanthi میں نمایاں رنگ میں اشتہارات بھی شائع ہوئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کی اشاعت کو تبلیغ کا ایک نیا باب کھولنے کا باعث بنا دے آمین۔ تامل جاننے والے حضرات سے گذارش ہے کہ وہ یہ کتاب اپنے ذاتی مطالعہ اور تبلیغ کے لئے خرید فرمائیں۔ ۲۵۰ صفحات پر مشتمل اس کتاب کی قیمت صرف ۵۰-۲ روپے ہے۔ جو مندرجہ ذیل پتہ جات سے دستیاب ہو سکتی ہے:-

—(۱)—

President Anjuman Ahmadiyya
12-Rahmaniya puram,
South Street,
MELAPALAYAM
TIRUNELVELI-5
(Tamil nadu)

—(۲)—

Muhammad Umar H.A.
Ahmadiyya Muslim Mission,
52-Appumudali Street,
MADRAS-4

اداریہ بقیہ صفحہ (۲)

کی تائیدات ہی ہیں کہ ٹھوس اور نتیجہ خیز بنیادوں پر اسلام کی تبلیغ اشاعت کا کام ساری دُنیا میں صرف اور صرف جماعتِ احمدیہ کی طرف سے ہی ہو رہا ہے۔ احمدیہ جماعت کو چھوڑ کر باقی اسلامی دُنیا، مسلم ممالک ہوں یا غیر اسلامی ممالک، جہاں مسلمانوں کی عددی قوت کروڑوں نفوس میں بتائی جاتی ہے اُن کے ہاں اول تو سرے سے حقیقی معنوں میں قیادت ہی نہیں (جیسا کہ مولانا قاسمی صاحب کے مضمون میں اس کا واضح اعتراف موجود ہے۔) اور جو کوئی نام کی "قیادت" ہے وہ چنداں اثر نہیں رکھتی۔ اس کی اُن وجوہات کے علاوہ جو مولانا قاسمی صاحب نے شمار کی ہیں بڑی وجہ یہی ہے کہ اس کو تائیدِ الٰہی حاصل نہیں۔ ایسے قائدین کی مثال اُس سکّہ کی ہے جس پر سلطانی مہر نہیں ہے۔ اور جب ان پر سلطانی مُہر نہیں تو اس سے اثر و جذب کی توقعات بھی فضول ہیں۔ اس لئے مبارک ہے وہ شخص جو اُس قیادت کا دامن تھام لے جس میں اثر کی قوت ہے اور اس کا اظہار خدا کی مسلسل تائیدات سے ہو رہا ہے!!

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔

قادیان میں عید کی قربانیوں کے لئے دوست جلد اطلاع دیں

حسبِ سابق امسال بھی عید الاضحیہ کے موقعہ پر بیرون جات کے احبابِ جماعت کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کرنے کا انتظام کیا جارہا ہے۔ ایسا کرنے سے ایک تو آسانی کے ساتھ اُن صاحب کے ذمّہ کا فرض ادا ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی قربانی کے گوشت سے قادیان میں مقیم احباب استفادہ کر سکتے ہیں۔

لہٰذا اِس اعلان کے ذریعہ دوستوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے لئے قربانی کے جانور کی رقم جلد از جلد مجھے بھجوا دیں۔ تا کہ انتظام میں سہولت رہے۔

اِس وقت قادیان میں قُربانی کے جانور کی قیمت کم از کم ۶۰/- روپے ہے۔

امیر جماعتِ احمدیہ قادیان

ہر قسم کے پُرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پُرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ ———— نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta-1

تار کا پتہ "Autocentre" فون نمبر 23-1652 / 23-5222

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں!

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجینئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز۔ مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس۔ اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتی ہیں!!

گلوب ربڑ انڈسٹریز!

★- آفس و فیکٹری: ۱۰ پربھو رام سرکار لین کلکتہ ۱۵ — فون نمبر ۲۷۲۳-۲۴

★- شو روم: ۱/۳۱ نو ترجیت پور روڈ کلکتہ ۱ — فون نمبر ۰۴۰۱-۳۴

★- تار کا پتہ: گلوب ایکسپورٹ "Globe Export"

درخواستِ دُعا

خاکسار امسال سیکنڈ ایئر کورس کے امتحان میں شریک ہو رہا ہے۔ جملہ احبابِ جماعت اور بزرگانِ کرام کی خدمت میں نمایاں کامیابی کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

خاکسار:
سید بشارت احمد شاہ
بیج بہاڑہ (کشمیر)